امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰؍نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر: 44

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- قرض کا اسلامی تصور اور موجودہ......
- تعلیمی پسماندگی کیسے دور کریں
- صحبت صالح کا اثر انسانی زندگی پر
- ہندوستان کے موجودہ حالات......
- میرے شوہر زندگی بھر سگریٹ......
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب و صحت

بین السطور

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بدگمانی، طعن و تشنیع، چغل خوری کی طرح جھوٹ بولنا بھی ان دنوں عام ہے اور اسے گناہ ہونے کا خیال لوگوں کے دلوں سے نکل گیا ہے، لوگ کثرت سے جھوٹ بولتے ہی نہیں، جھوٹ لکھتے بھی ہیں اور جھوٹی گواہی بھی دیا کرتے ہیں، ایسا کرتے وقت وہ بھول جاتے ہیں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرآن واحادیث میں مذکور ہے اور جس بات کو اللہ کے رسول کہہ دیں اس سے سچی بات اور کس کی ہوسکتی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔اللہ کی لعنت کریں ان پر جو جھوٹے ہیں، (سورۃ آل عمران:۶۱) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (سورۃ مؤمن: 28)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھوٹ سے بچتے رہو، اس لیے کہ جھوٹ فسق و فجور اور جہنم کی طرف لے جانے والی چیز ہے، آدمی جھوٹ بولتا ہے، جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے بالآخر اللہ رب العزت کے یہاں اس کا نام جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے، جھوٹ کی شناعت بیان کرتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ بولنے کی بدبو کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں، ایک حدیث میں منافق کی تین علامتوں میں سے ایک جھوٹ کو قرار دیا گیا اور تینوں علامتوں کے ذکر میں سرفہرست اسے رکھا گیا، فرمایا: اذا حدث کذب۔ اور دوسری حدیث میں منافق کی چار علامتیں بیان کی گئیں، اس میں دوسرے نمبر پر اس جملہ کو رکھا گیا، اس سے جھوٹ کی شناعت کا پتہ چلتا ہے، مسند احمد اور بیہقی کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے اور مؤمن جھوٹی خصلت کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا، مسند احمد ہی میں ہے کہ ایک دل میں سچ اور جھوٹ دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔

ان دنوں سماج میں مختلف قسم کے جھوٹ رائج ہیں، جھوٹ بولنا تو عام سی بات ہے، جھوٹ لکھنا بھی اسی میں شامل ہے، دفتر کا وقت جو مقرر ہے، وقت پر نہ آکر آمد میں اس وقت کا اندراج کرنا، یا رفت کا جو وقت مقرر ہے اس سے پہلے جاکر وقت کے کالم میں دفتر کا آخری وقت بھرنا، یہ جھوٹ لکھنا ہے، اسی طرح تعلیمی اداروں کے ذمہ داران کسی کے بارے میں جانتے ہوں کہ اس کے اخلاق و عادات ٹھیک نہیں ہیں، مگر کیرکٹر سرٹیفکیٹ میں اس کے برعکس لکھنا تحریری جھوٹی گواہی دینے کے زمرے میں آتا ہے۔ جھوٹی سفارش کرنا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ کہہ کر جھوٹی باتوں سے بچنے کو کہا ہے، تجارت میں عیب دار سامان کو درست اور نقلی کو اصلی کہہ کر فروخت کرنا جھوٹ کی ایسی قسم ہے، جس میں جھوٹ کے ساتھ فریب اور دھوکہ بھی پایا جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ بدگمانی سے بچو، کیوں کہ کسی کے خلاف بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہمارے یہاں رائج ہے کہ گھر سے نکلتے وقت بچے نے دامن پکڑا اور کہا کہ ابا! ٹافی لیتے آئیے گا، آتے وقت ہم نہیں لائے تو یہ جھوٹے وعدہ جیسا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس قسم کے معاملات سے بچیں جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی ہو، حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان کی والدہ نے انہیں اپنے پاس بلایا کہ وہ کچھ انہیں دیں گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا دینے کا ارادہ تھا، ان کی والدہ نے کہا کہ کھجور دینے کا ارادہ تھا، فرمایا: اگر تم اسے کھجور نہ دیتی تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

کسی بات کو حقیقت کے خلاف کہنا یا لکھنا جھوٹ کہلاتا ہے، جھوٹ کبھی تو دفع مضرت کے لیے بولا جاتا ہے اور کبھی جلب منفعت یعنی نفع کے حصول کے لیے، آج کل خوشامد کرنے والے اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے خلاف واقعہ جو باتیں ذکر کرتے ہیں وہ بھی جھوٹ کی اعلیٰ قسم ہے، جو نفع کے حصول کے لیے بولا جاتا ہے، بزرگوں کے بارے میں ایسی کرامات کا بیان جو کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے اور اسے لوگوں میں عقیدت پیدا کرنے کے لیے مریدوں نے پھیلا دیے، یہ بھی جھوٹ ہے، جس کو آج کل لوگ جھوٹ سمجھتے ہی نہیں، جھوٹ بولنا کسی بھی طرح مسلمانوں کے شایان شان نہیں ہے، اس سے خود اس شخص کا وقار تو گرتا ہی ہے، پوری ملت کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے، جھوٹ لکھنے کی ایک قسم ''حسابات کی تصنیف'' ہے، ٹی اے، ڈی اے اور سفر خرچ کے نام پر غلط اندراج کرنا اسی قبیل کی چیز ہے، بعض دفعہ حسابات کی یہ تصنیف اس قدر مضحکہ خیز ہوتی ہے کہ اس کا جھوٹ روشن دن کی طرح عیاں ہوتا ہے، لیکن جھوٹ لکھنے والے کو تو تصنیف کرنی ہے اور سفر خرچ کے نام پر زیادہ سے زیادہ روپے وصولنے ہیں اس لیے عقل بھی ماری جاتی ہے اور جھوٹ لکھنے کا وبال الگ ہوتا ہے، اسے کہتے ہیں دنیا کے متاع قلیل کے حصول کے لیے آخرت تباہ کرنا۔

جھوٹ کی یہ شناعت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب جھوٹا شخص صاحب اقتدار بھی ہو، ایسے شخص کی پہلی سزا تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے نظر کرم سے محروم ہوگا، باری تعالیٰ نہ تو اس سے بات کریں گے اور نہ ہی اس کو معاف کریں گے، اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسے جنت میں داخل ہونے سے روک دیا جائے، مسند بزار کی ایک روایت ترغیب و ترہیب میں یہ بھی منقول ہے کہ تین شخص جنت میں نہیں جاسکتے، بوڑھا، زناکار، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔

جھوٹ بولنے کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہنسنے ہنسانے کے لیے جھوٹ بولا جائے، ایسے شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تباہی اور بربادی کی دعا کی ہے یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی شریف دونوں میں مذکور ہے کہ جو شخص ہنسنے، ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے اس کے لیے بربادی ہے، حدیث میں ''ویل'' کا لفظ آتا ہے، جو جہنم کے طبقوں میں سے ایک طبقہ بھی ہے۔

جھوٹ بولنے کو حدیث میں خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے اور خیانت بھی بڑی خیانت، کیوں کہ سامنے والا اس کی بات کو سچ مان رہا ہے، حالاں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، ہمیں اچھی طرح یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جھوٹ ہلاک اور برباد کرنے والی چیز ہے، نجات صدق ہی میں ہے، فرمایا گیا: ''الصِّدْقُ يُنْجِىْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ'' سچ سے نجات ملتی ہے اور جھوٹ سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے، بچپن میں ہم لوگوں نے ایک کہانی پڑھی تھی کہ ایک چرواہا روز آواز لگاتا تھا کہ بھیڑیا آیا، بھیڑیا آیا، کئی روز تک لوگ اس کی آواز پر لوگ دوڑتے رہے اور اس کے جھوٹی آواز لگانے سے پریشان ہوکر لوٹتے رہے، عاجز آکر لوگوں نے اس کے شور کرنے کو جھوٹا سمجھ کر مدد کے لئے آنا چھوڑ دیا، ایک دن واقعتا بھیڑیا آگیا، اس نے بہت آواز لگائی، کوئی نہیں آیا، بالآخر بھیڑیے نے اپنا کام کرلیا اور اس کو ہلاک کرڈالا، اس کہانی کو پڑھا کر استاذ بتاتے تھے کہ اس سے سبق ملتا ہے کہ جھوٹ بولنے سے لوگوں کا اعتماد ختم ہوجاتا ہے اور بے اعتمادی انسان کو ہلاکت کے دہانے تک پہونچا دیتی ہے۔

یہاں پر وہ مشہور روایت بھی ذہن نشیں رہنی چاہئے کہ ایک صاحب جو بہت سارے گناہ میں ملوث تھے، اپنے گناہوں کا اقرار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ایک ہی گناہ کو میں چھوڑ سکتا ہوں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھوٹ چھوڑنے کا حکم دیا، وہ اس پر عامل ہوگیا اور اسلام بھی لے آیا تو سارے گناہ دھیرے دھیرے اس سے چھوٹ گئے کہ جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کرلیا تھا اور سچ بولنے کی شکل میں دار و گیر کا خطرہ منڈلا رہا تھا۔

جھوٹ بولنے کا بڑا نقصان یہ ہے کہ جب انسان مسلسل جھوٹ بولتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر تسلسل کی وجہ سے یہ دھبہ بڑھتا رہتا ہے تا آنکہ اس کا قلب توے کی طرح سیاہ ہوجاتا ہے اور اس مرحلہ میں داخل ہوجاتا ہے کہ جب اس کے دل، آنکھ اور کان پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ خیر قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے، البتہ اگر اس نے پہلے مرحلہ میں ہی توبہ کرلیا تو وہ دھبہ مٹ جاتا ہے اور خیر کی طرف رغبت کا احساس باقی رہتا ہے، اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

اچھی باتیں

''کبھی کبھی اپنے دل کو منا لینا چاہیے اس لیے کہ ہر ضد ہمیں خوشی نہیں دیتی ☆ انسان ہی انسان کی دوا ہے، کوئی دکھ دیتا ہے تو کوئی سکون پہونچاتا ☆ دنیا کی سب سے اچھی کتاب آپ خود ہیں، خود کو پڑھنا سیکھیے، مسائل سب حل ہوجائیں گے ☆ خوشی کے لیے کام کرنے سے ضروری نہیں کہ خوشی مل جائے، خوش ہوکر کام کریں گے تو خوشی اور کامیابی دونوں ملے گی ☆ دو باتوں پر نظر جمانا چھوڑ دیجیے، اپنا دکھ اور دوسروں کا سکھ زندگی آسان ہوجائے گی ☆ گھمنڈ کسی کا بھی باقی نہیں رہتا، ٹوٹنے سے پہلے گلک کو بھی لگتا ہے کہ سارے پیسے اسی کے ہیں''۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''سرکاری سطح پر تعلیم کے میدان میں کوششیں اور بہتر ہونی چاہیے، ذات پر مبنی مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق بی اے تک کی تعلیم کی حالت ایسی نہیں ہے کہ رزرویشن کے باوجود محروم طبقات کے لوگ سرکاری ملازمت حاصل کرسکیں، سوال یہ ہے کہ جن طبقات کو رزرویشن کی سہولت دی گئی ہے، وہ پڑھے گا نہیں، کم از کم صلاحیت بھی حاصل نہیں کرسکتا تو نوکری کیسے ملے گی، اس لیے سب سے پہلے تعلیمی نظام کی مضبوطی پر دھیان دینا ہوگا، یہ سرکار کی بھی ذمہ داری ہے اور عوام کی بھی۔ (دینک جاگرن، ۱۱؍نومبر ۲۰۲۳)

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قلم، علم کی حفاظت کا ذریعہ

''قسم ہے قلم کی اور ان چیزوں کی جو وہ فرشتے لکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے کرم سے دیوانے نہیں ہیں اور آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے'' (سورہ قلم:۳)

مطلب: قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے، کیونکہ قلم، علم کو محفوظ کرنے اور دور دور تک پہونچانے کا سب سے موثر ذریعہ ہے، دنیا میں بڑے بڑے کام قلم کے ذریعہ ہی ہوتے رہے ہیں، لوگوں کی ذہنی وفکری آبیاری میں قلم کا بنیادی کردار رہتا ہے، اس لئے تاریخ کے ہر دور میں متعدد اصحاب فکر ونظر علماء نے مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی اور انتہائی ناسازگار حالات میں قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی، بعض علماء کے بارے میں مورخین نے لکھا کہ وہ مستقل لکھنے کے لئے ہی وقف تھے، معجم البلدان کے مصنف یاقوت نے ابوریحان البیرونی کے بارے میں لکھا کہ البیرونی علم حاصل کرنے میں دن رات مشغول رہتے تھے، قلم کو ہاتھ سے اور آنکھ کو کتاب سے کبھی جدا نہیں کیا، اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات میں مل جائیں گے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں بہت سے محققین کا قلم ودوات سے بڑا گہرا رشتہ وتعلق تھا، جنہوں نے قلم کے ذریعہ علم وتحقیق کا دریا بہایا، مگر افسوس ہے کہ عصر حاضر میں لکھنے کا یہ ذوق اور محنت وجفاکشی کا شوق مدہم پڑتا جارہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ماہر فن اساتذہ نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہوتے جارہے ہیں، اگر ہمارے اندر مطالعہ کرنے اور لکھنے پڑھنے کا ذوق وجذبہ پیدا ہوجائے تو آج بھی حکماء اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوں گی۔

اس آیت کی دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ آیت میں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے کائنات کی تقدیر لکھی گئی ہے، اس قلم تقدیر کے بارے میں حضرت عبادہ بن صامت کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الٰہی کو، قلم نے حکم کے مطابق ابد تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا، اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا کہ آیت میں اگر قلم سے مراد تقدیر لیا جائے، جو سب سے پہلی مخلوق ہے تو اس کی عظمت اور تمام چیزوں پر ایک برتری ظاہر ہے، اس لئے اس کی قسم کھانا مناسب ہوا اور اگر قلم سے مراد عام قلم لئے جائیں جس میں قلم تقدیر اور فرشتوں کے اقلام کے علاوہ انسانوں کے قلم بھی داخل ہیں تو اس لئے اس کی قسم کھائی گئی (معارف القرآن:۵۳۱/۸) آیت کے آخر میں مشرکین مکہ کے باطل نظریات کی تردید کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ دنیا کے اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں نے برے القاب سے پکارا، لیکن تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقا ودوام کی مہر ثبت کی اور ان مجنون کہنے والوں کا نام ونشان باقی نہیں رہا، اس طرح قلم اور اس کے ذریعہ لکھی ہوئی تحریریں آپ کے ذکر خیر اور آپ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھیں گی اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا کہ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا آپ کی حکمت ودانائی کی داد دے گی اور آپ کے کامل ترین انسان ہونے کا بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کرے گی، جس کو دنیا اپنے سر کے آنکھوں دیکھ لیا۔

اللہ کے مقرب بندے

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے پراگندہ حال لوگ دروازوں سے دھتکار دیئے جاتے ہیں، حالانکہ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کردے'' (مشکوۃ شریف)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں متنوع فکر وخیال اور مزاج وطبیعت کے لوگوں کو پیدا کیا، آپ دیکھیں گے کہ کسی کے مزاج میں حد درجہ نرمی وملاطفت ہوگی اور کوئی شخص تند مزاج اور ترش رو ہوگا، اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جن کی نیکوکاری و پرہیزگاری کی شہرت ہوگی، اصلاح باطن کے جذبے سے لوگ انکے گرد جمع ہوں گے اور چند ایسے بھی خدارسیدہ لوگ ہیں جو گمنامی کی زندگی گذارنا پسند کرتے ہیں، بس وہ صرف اللہ کی یاد میں، ذکر وتلاوت میں لگے رہتے ہیں، معمولی کھانوں پر اکتفا کرتے ہیں، موٹے جھوٹے کپڑے زیب تن کرتے ہیں، بسا اوقات ان کے کپڑوں میں دہرا بخیہ ہوتا ہے، پھٹے کپڑوں پر ہر رنگ کے پیوند لگے ہوتے ہیں، ان کی ظاہری ہیئت کو دیکھ کر ان کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہوتی، انہیں شرفا اپنی مجلسوں میں بیٹھانا عار محسوس کرتے ہیں، اگر وہ کسی کے دروازے پر جائیں تو لوگ ان کی پراگندہ حالی کو دیکھ کر دھتکار دیں، مگر وہ اللہ کے ایسے مقرب اور محبوب بندے ہوتے ہیں کہ اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے اور اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھتا ہے اور ان کی قسم بھی پوری کرتا ہے، میں نے کہیں پڑھا کہ حضرت ربیع بن خثیمؒ ایک بڑے درجہ کے مفسر وفقیہ بزرگ گذرے ہیں، خوف خدا اس درجہ طاری رہتا کہ لوہار کی بھی بھٹی دیکھ کر بے ہوش ہوکر گر پڑتے اور فرماتے کہ دوزخ کی یاد آگئی، وہ تنہائی پسند تھے، ایک مرتبہ مسجد میں بھیڑ تھی، پیچھے سے ایک آدمی نے کہا: آگے بڑھو، آپ مجبور تھے، آگے جگہ نہ تھی، اس نے غصہ میں آکر آپ کی گردن پر گھونسہ مارا، حضرت ربیع نے مڑکر دیکھا اور شکستہ دل سے صرف اتنا کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے، صرف اتنا کہنا تھا کہ مارنے والے پر غشی طاری ہوگئی، چنانچہ اس اللہ والے نے ان کے لئے عافیت کی دعا کی، جب وہ اپنی اصلی حالت میں آیا تو مارے شرم کے رونے لگا، انہیں بنیادوں پر حدیث پاک میں اس بات کی ہدایت فرمائی گئی کہ اللہ کے بہت سے محبوب بندے پراگندہ حال ہوتے ہیں، جنہیں تم نہیں پہچانتے، مگر وہ ایسے صاحب کمال وباکردار ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر خاص نظر عنایت ہوتی، لہذا تم ایسے ولی کامل کے ساتھ غلط سلوک نہ کرو، ان کا مقام اللہ کے یہاں بہت بلند ہے ''ھم اناس لایشقی جلیسھم'' یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بدقسمت نہیں ہوسکتے، اللہ کے ایسے دوستوں پر اللہ کی رحمت اترتی ہے ''لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ'' ان کے لئے دین ودنیا دونوں جگہ خوشخبری ہے، اس لئے اللہ کے ایسے مقرب بندوں کی قربت کو اپنی سعادت سمجھیں، ان کی مجلسوں اور اور بزرگانہ کلمات کو غور سے سنیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

ہر جمعہ کو روزہ رکھنے کی منت ماننا

س: ایک خاتون جس کا بیٹا کسی حادثہ کا شکار ہوا، خاتون نے منت مانی کے اے اللہ! اگر میرا بیٹا صحیح سلامت آگیا تو میں ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گی، بیٹا صحیح سلامت آگیا، اب اس کے روزہ کے تعلق سے درج ذیل سوالات ہیں:

(۱) کیا اس خاتون پر ہر جمعہ کو روزہ رکھنا ضروری ہے؟ (۲) کیا جمعہ کے علاوہ ہفتہ میں کسی دن روزہ رکھ سکتی ہے؟ (۳) رمضان میں تو رمضان کا روزہ رکھے گی، کیا اس کے ساتھ منت کا بھی روزہ ادا ہوجائے گا؟ اگر نہیں تو اس کی ادائیگی کی کیا شکل ہوگی؟ (۴) اگر پیرانہ سالی اور کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی سکت نہ رہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا؟

ج: (۱-۲) صورت مسئولہ میں جبکہ ماں نے کہا ''اے اللہ! اگر میرا بیٹا صحیح سلامت آگیا تو میں ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گی'' اور بیٹا صحیح سلامت سلامت آگیا تو ایسی صورت میں ماں پر واجب ہے کہ اپنی منت پوری کرے اور ہر ہفتہ ایک روزہ رکھے، یہ روزہ ہفتہ میں کسی دن بھی رکھ سکتی ہے، جمعہ ہی کو رکھنا ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ نذر معلق میں سبب پائے جانے کے بعد نذر کو پورا کرنا تو ضروری ہوتا ہے، لیکن اس میں جگہ یا وقت وغیرہ کی تعیین نہیں ہوتی، کسی دن یا وقت میں اس کام کو کر لینے سے نذر پوری ہوجاتی ہے: ''وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ'' (سورة الحج: ۲۹)

''والنذر من اعتكاف او حج او صلاة او صيام او غيرها (غير المعلق) ولو معينا (لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز وكذا لو عجل قبله فلو عين شهرا للاعتكاف او للصوم فعجل قبله عنه صح، وكذا لو نذر أن يحج سنة كذا فحج سنة قبلها صح او صلاة فی يوم كذا فصلاها قبله لانه تعجيل بعد وجوب السبب وهو النذر فيلغوا التعيين'' (رد المحتار: ۵/۵۲۴)

(۳) چونکہ رمضان کے روزہ کے ساتھ نذر کا یا کوئی اور روزہ ادا نہیں ہوتا ہے: ''واذا نوى واجبا آخر فی يوم رمضان يقع عن رمضان'' (الفتاوى الهندية: ۱/۱۹۶) اس لئے صورت مسئولہ میں رمضان کے روزہ کے ساتھ نذر کا روزہ ادا نہیں ہوگا، بلکہ رمضان میں جتنے جمعہ پڑیں اتنے دنوں کے روزے کی قضاء دوسرے دنوں میں مستقل طور پر رکھنا ہوگا:

''النذر المعين اذا صامه بنية واجب آخر كقضاء رمضان والكفارة كان عن واجب وعليه قضاء مانذر كذا فی السراج الوهاج وهو الاصح كذا فی البحر الرائق'' (الفتاوى الهندية: ۱/۱۹۶)

(۴) اگر پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت کی وجہ سے روزہ رکھنے کی سکت اور طاقت نہ رہے تو ہر ہفتہ ایک روزہ کا فدیہ ادا کرنا ہوگا یعنی ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا، یا کھانے کی قیمت دینی ہوگی: ''وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ'' (البقرة: ۱۸۴)

''لو اخر القضاء حتى صار شيخا فانيا او كان النذر بصيام الابد فعجز لذالک باشتغاله بالمعيشة لكون صناعته شاقة له ان يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا'' (الفتاوى الهندية: ۱/۲۰۹)

محلّہ کے لوگوں کو کھلانے کی نذر میں مدرسہ کے طلبہ کو کھلانا

س: ایک شخص نے نذر مانی کہ اے اللہ! میرا لڑکا بیماری سے شفایاب ہوگیا تو محلّہ کے تمام لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا، لڑکا شفایاب ہوگیا، اب وہ چاہتا ہے کہ مدرسہ کے طلبہ کو کھلا کر اپنی نذر پوری کرلے، تو ایسا کرنے سے اس کی نذر پوری ہوگی یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ شخص مذکور نے نذر مانی کہ میرا لڑکا شفایاب ہوگیا تو محلّہ کے تمام لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا اور لڑکا شفایاب ہوگیا تو ایسی صورت میں شخص مذکور پر لازم ہے کہ محلّہ میں مالداروں کو چھوڑ کر جتنے غریب لوگ ہیں ان کو کھانا کھلائے، اگر محلّہ کے غریب لوگوں کو نہ کھلا کر مدرسہ کے غریب لڑکوں کو کھلاتا ہے اور ان لڑکوں کی تعداد محلّہ کے غریب کے لوگوں سے کم نہیں ہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے، نذر پوری ہوجائے گی، اس لئے کہ نذر میں جگہ، دراہم ودنانیر اور فرد متعین کرنے سے بھی شرعاً متعین نہیں ہوتے ہیں:

''نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها لما تقرر فی كتاب الصوم... يظهر منه انه لايتعين فيه المكان والدرهم والفقير'' (الدر المختار مع رد المحتار: ۵/۵۲۴)

میلاد کی نذر

س: ایک خاتون نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں مسجد میں میلاد کراؤں گی، اس کا کام ہوگیا، کیا اس پر اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے؟ اگر وہ اس کے بدلہ کچھ رقم غرباء ومساکین کو دیدے تو کیا حکم ہے؟

ج: مروجہ میلاد کا ثبوت نہ تو کتاب وسنت سے ہے اور نہ ہی صحابہ، تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین کے قول وعمل سے یہ ایک رسم ہے جو قابل ترک ہے، نیز نذر کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے وہ معصیت نہ ہو بلکہ عبادت مقصودہ کے قبیل سے ہو اور اس کی جنس سے کوئی چیز فرض یا واجب ہو اور مروجہ میلاد عبادت مقصودہ نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے نہ تو میلاد کی منت ماننا صحیح ہے اور نہ ہی اس پر اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر وہ کچھ رقم غرباء ومساکین کو دے دیتی ہے تو وہ ایسا کرسکتی ہے، شرعاً جائز ودرست ہے: ''ولايصح النذر بمعصية قال صلى الله عليه وسلم لانذر فی معصية الله'' (الاختيار: ۴/۷۷)

''ومن شروطه ان يكون قربة مقصودة فلايصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد... وغير ذالک وان كانت قربا الا انها غير مقصودة'' (رد المحتار: ۵/۵۱۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھـــــلــــواری شـــــریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 44 مورخہ ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰ رنومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

مصنوعی بارش

بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی سے حکومت، عدالت، سماجی خدمت گار سبھی فکر مند ہیں، اس آلودگی میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے، سپریم کورٹ نے ازخود اس کا نوٹس لیا ہے اور تمام سرکاروں کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا ہے کہ اس موضوع پر سیاسی لڑائی نہیں ہوسکتی، عدالت نے پنجاب، ہریانہ اتر پردیش اور راجستھان کو اس بات کو یقینی بنانے کو کہا ہے کہ فصلوں کی باقیات کھیت میں نہیں جلائی جائیں گی، اس معاملہ میں عدالت نے سخت تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم فضائی آلودگی کے سبب لوگوں کو مرنے نہیں دے سکتے۔

عدالت کے تبصرے، ہدایت اور حکم کے باوجود فضاء میں جو کثافت اور آلودگی پھیلی ہوئی ہے، وہ اس کے حکم سے دور تو ہو نہیں سکتی، اس کے لیے کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے، حکومتی سطح پر بھی اور عوامی سطح پر بھی، اس لیے کہ گندگیاں عوام کے ذریعہ ہی پھیلتی ہیں، اور سرکاری کارندے جب وقت پر صفائی کا کام نہیں انجام دیتے تو وہ فضائی آلودگی کا سبب بن جاتے ہیں، اور بڑھتے بڑھتے انسانی زندگی اور صحت کو متاثر کرتے ہیں۔

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ فضائی آلودگی کو مصنوعی بارش کے ذریعہ ختم تو نہیں، البتہ کم کیا جاسکتا ہے، اس عمل کو انگریزی میں کلاؤڈ سیڈنگ Cloud Seeding اور ہندی میں کترم بارش کہتے ہیں، عالمی سطح پر سائنس دانوں کے ذہن میں 1940 میں یہ خیال پہلی بار آیا تھا، 1956 میں امریکی کیمیاداں کو AIRCRAFTING AND PERCEPTION پر کام کرتے ہوئے اس کا احساس ہوا کہ اگر فضا میں موجود بادلوں میں فریزنگ کے عمل کو تیز کر دیا جائے تو مصنوعی بارش کرائی جاسکتی ہے، چنانچہ اس نے اس پر تجربہ کیا اور پہلی بار 1946 میں یہ تجربہ کامیابی سے ہم کنار ہوا، اس ایجاد کا سہرا دو سائنس داں ونسٹ شیفر اور برنارڈ وینگو کو جاتا ہے، آج دنیا کے پچاس سے زائد ملک مصنوعی بارش سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، جن میں سرفہرست امریکہ، چین، مالی، تھائی لینڈ، روس، آسٹریلیا، جاپان، متحدہ عرب امارات، فرانس، جرمنی ہیں، یہ اطلاع عالمی موسم تنظیم 2017 کی رپورٹ سے ماخوذ ہے۔

مصنوعی بارش ایک سائنسی طریقہ سے کرایا جاتا ہے، اس میں ہوائی جہاز کے ذریعہ بادلوں کے بیچ ہوا میں سلور آیوڈین، خشک برف اور کلورائڈ چھوڑے جاتے ہیں، جس سے بادلوں میں غیر معمولی نمی پیدا ہوجاتی ہے اور بارش ہونے لگتی ہے، یہ بارش موسمی بارش سے زیادہ تیز ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے اثرات دیر تک باقی رہتے ہیں، البتہ اس عمل سے بارش کروانے کے لیے بادلوں کا وجود ضروری ہے، بادل اگر نہیں ہے تو مصنوعی بارش کی کوشش ناکام ہوجاتی ہے، سائنس داں مصنوعی بادل بنانے کی بھی کوشش کررہے ہیں، مصنوعی بارش کا بڑا انحصار ہوا کے رخ پر ہوتا ہے، اگر تیز ہوا چھڑکاؤ کیے گیے بادل کو اڑا لے جائے تو مطلوبہ زمین پر بارش برسانے کا کام انتہائی مشکل ہوجاتا ہے۔

دہلی حکومت نے فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لیے مصنوعی بارش کرانے کا فیصلہ کیا ہے، اگر یہ بارش صرف دہلی اور این سی آر کے علاقہ میں کرائی جائے گی تو تیرہ کروڑ روپے کا خرچ آئے گا اور مرکزی حکومت کے ساتھ عدالت کی اجازت بھی ضروری ہوگی، باخبر ذرائع کے مطابق یوگی حکومت نے کانپور کے سائنس دانوں کو اس سمت میں پہل کرنے کو کہا ہے۔

مصنوعی بارش قدرت کا عطیہ نہیں ہے، اس لیے یہ قدرتی انداز میں ہونے والی بارش کے مقابل نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے برعکس اس کو مصنوعی بنانے کا بڑا نقصان انسانی زندگی اور صحت پر پڑتا ہے جو کسی بھی طرح فضائی آلودگی کے نقصانات سے کم نہیں ہے، اس عمل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، کلیشم کلورائیڈ، آکسائڈ، المونیم آکسائڈ اور زنک کا استعمال ہوتا ہے، ان میں سب سے زیادہ خطرناک سلور آیوڈائیڈ ہے، جو ایڈز، ملیریا اور کینسر کے مرض میں انسان کو مبتلا کرسکتا ہے، یہ کیمیکل ہاضمہ کے نظام بھی خراب کرتا ہے، گردوں اور پھیپھڑوں میں اس کی وجہ سے زخم ہوسکتا ہے، جلد پر سیاہ دھبے بھی پڑ سکتے ہیں، معدے اور پیٹ میں انتہائی انفیکشن کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے، یہ کیمیکل ہماری فصلوں میں سرایت کرکے اسے بھی زہریلا بنا دیتے ہیں، اسی لیے کئی سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ ماحولیات کے ساتھ اس طرح کا کھلواڑ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے، اس عمل سے سمندر کی سطح آب اور اوزون پر بھی بُرا اثر پڑے گا۔ اس کے برعکس قدرتی بارش سے ایسا کوئی نقصان نہیں ہوتا، بلکہ تمام چرند پرند اور فصلوں کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے، بے اختیار اللہ رب العزت کی یہ بات یاد آتی ہے، فبای آلاء ربکما تکذبان، رب کی کن کن نشانیوں کو جھٹلاؤگے۔

جھوٹے مقدمات سے برباد زندگی

قومی جرائم رکارڈ بیورو (NCRB) کی رپورٹ کے مطابق ایک سال میں تقریبا سوا لاکھ مقدمے جھوٹے پائے گئے، یہ مقدمات مخالفین کو پھنسانے کے لیے درج کرائے گیے تھے، کسی نے راستے کے جھگڑوں میں آبروریزی کا مقدمہ درج کرایا، کسی نے عورتوں سے چھیڑ خانی اور کسی نے دشمنی کا بدلہ لینے کے لیے مار پیٹ اور ارادہ قتل وغیرہ تک کی ایف آئی آر درج کرائی، عدالتی سطح پر ان مقدمات کو جانچ اور بحث کے بعد جھوٹا پایا گیا، اس کی وجہ سے ذہنی اذیت، جسمانی ہراسانی اور مال ودولت کا ضیاع ہوا، متعلقہ شخص کی سماجی حیثیت بھی مجروح ہوئی، پہلے یہ کام افراد کیا کرتے تھے، اب اس کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے، اس قدر وسیع کہ یہ معاملہ ہمارے تصور سے بالاتر ہے، اس قسم کے جھوٹے مقدمات میں آدمی کی زندگی برباد ہوجاتی ہے، کبھی تو اس لیے کہ اسے جیل میں ڈال دیا گیا، اس کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں ہے، وکیل کی موٹی فیس دینے کے لیے اس کے پاس رقم نہیں تھی، وہ اپنے جھوٹے مقدمات کا جھوٹا ہونا عدالت میں ثابت نہیں کرسکا، نتیجہ یہ ہوا کہ ناکردہ گناہوں کی اسے سزا مل گئی، اور اصل مجرم اپنی دولت اور اثر ورسوخ کے بل پر بچ گیا۔

اس کے لیے لوگوں کی ذہنیت بدلنے کی ضرورت ہے پہلے مرحلہ میں مقدمہ کے سچ اور جھوٹے ہونے کی تحقیق ہونی چاہیے، جب مقدمہ سچا ثابت ہو تبھی داروگیر کے مرحلہ سے گذارا جائے، پھر جن کے پاس وکلاء کی فیس کی ادائیگی کی سکت نہیں ہے اس کے لیے سرکاری خرچ پر وکیل فراہم کیے جائیں، تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوسکیں، حکومت کو ایک ایسا طریقہ کار طے کرنا چاہیے، جس سے اس قسم کے جھوٹے مقدمات پر روک لگائی جاسکے، اس لیے کہ قانون لوگوں کی مدد کے لیے ہے، کسی کو ستانے اور پریشان کرنے کے لئے نہیں، جب مقدمات جھوٹے ثابت ہوجائیں تو سزا مدعی کو دینی چاہیے کہ اس نے ایسے جھوٹے مقدمات کے ذریعہ عدالت کا وقت کیوں برباد کیا، جو عمر ملزم کی جیل کے سلاخوں کے پیچھے گذری اور بعد میں اس کو عدالت نے باعزت بری کردیا، اس کی تلافی کی بظاہر کوئی شکل تو نہیں ہے، لیکن اگر اسے کچھ معاوضہ دلوادیا جائے تو اقتصادی اعتبار سے تباہی کی کسی قدر تلافی شاید ہوسکے۔

ہتھیاروں کے سوداگر

ہتھیار کے سوداگروں کو ہمیشہ ایک ایسی زمین کی تلاش رہتی ہے جو دفاعی اعتبار سے کمزور ہو اور جس کے پاس ہتھیار کی قلت ہو، یہ سوداگر پہلے ایسے ملکوں پر حملہ کراتے ہیں اور پھر دونوں ملکوں کی پیٹھ تھپتھپا کر ان ملکون کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرتے ہیں، ایک ہوتی ہے مارکیٹنگ، جس کا مطلب ہوتا ہے کہ مارکیٹ بنایا جائے اور ایک ہوتا ہے مارکیٹ جو ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہوا کرتا ہے، مارکیٹنگ میں سامان پہلے بنتا ہے اور اس کی فروختگی کے لیے زمین بعد میں ہموار کی جاتی ہے، مارکیٹ میں ضرورت ہوتی ہے، تو سامان بنایا جاتا ہے، یہی وہ فارمولہ ہے، جس کو معاشیات کے ماہرین "ضرورت ایجاد کی ماں" ہے، سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہتھیار بنانے والے ممالک ہتھیاروں کی مارکیٹنگ کرتے ہیں، انہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ ان ہتھیاروں سے بستیاں کس قدر تباہ ہوتی ہیں، بے گناہوں کا خون کس قدر بہتا ہے، زمینیں کس طرح بانجھ ہوجاتی ہیں، ان میں قوت نمو اور زرخیزی کا خاتمہ ہوجاتا ہے، بھوک، افلاس، دہشت اور وحشت بھری زندگی کس طرح گذاری جاتی ہے، انہیں اپنا دھندھا کرنا ہے اور اس کے لیے وہ کچھ بھی کر گذرنے سے باز نہیں آتے، نئے ہتھیاروں کی صلاحیت جانچنے کے لیے انہیں میدان کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ میدان بغیر جنگ کی آگ بھڑکائے انہیں مل نہیں سکتا، جہاں ان ہتھیاروں کا تجربہ کیا جاسکے، پھر جو ذخیرے ہتھیار کے جمع ہیں، بڑی مدت گذرنے کے بعد وہ ناکارے بھی ہوسکتے ہیں، اس لیے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ جنگ چھیڑی جائے اور جمع شدہ ہتھیاروں کو بڑی قیمت پر جنگ زدہ ممالک کو فروخت کردیا جائے، امریکہ، اسرائیل اور روس کو اپنے ہتھیاروں کے تجربہ کے لیے اس وقت دو آسان زمین مل گئی ہے، ایک یوکرین اور دوسرا غزہ اور جو حال دونوں ملکوں کا ہورہا ہے وہ اہل فکر ونظر سے پوشیدہ نہیں ہے، یہ ممالک ایسی جنگ کی تشکیل کرتے ہیں جو دوسروں کی زمین پر لڑی جاسکے، وہ اپنی دادا گیری جنگ کے ذریعہ دکھاتے رہتے ہیں، کمزور ملکوں کے پاس عام تباہی کے ہتھیار اور ایٹم بم نہیں ہیں اس لیے آسانی سے وہ اس کی زد میں آجاتے ہیں، اگر فلسطین اور غزہ کے پاس بھی ایٹم بم ہوتا تو یہ اس پر حملے کی جرأت نہیں دکھاتے، آج شمالی کوریا اس لیے بچا ہوا ہے کہ سب جانتے ہیں کہ وہ عراق نہیں ہے اور اس کے پس نیوکلیائی ہتھیار ہے۔

اس وقت ہتھیار سپلائی کرنے والے جو دس ملک سرفہرست ہیں، ان میں علی الترتیب امریکہ، فرانس روس، چین، اٹلی، جرمنی، برطانیہ، اسپین، اسرائیل اور پولینڈ ہیں، امریکہ اب بھی پہلے نمبر پر ہے، اس نے 14515 ملین یعنی 14 ارب 51 کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کے ہتھیار اکسپورٹ کیے، جب کہ باقی کے نو ملکوں نے مجموعی طرپر 14.9 ملین یعنی 14 ارب ترانوے کروڑ ڈالر کے ہتھیار فروخت کیے، جو دس ممالک کو خاص کر ہتھیار سپلائی کرتے ہیں، جو ممالک ہتھیار برآمد کرتے ہیں ان میں علی الترتیب ہندوستان، قطر، یوکرین، سعودی عرب، کویت، پاکستان، جاپان، ناروے، امریکہ اور اسرائیل ہیں، اس کا مطلب ہ کہ امریکہ اور اسرائیل ہتھیاروں کی درآمد اور برآمد دونوں کام کرتے ہیں، امریکہ کی درآمد کا 14515 ملین امریکی ڈالر ہے، جب کہ وہ ہتھیار 837 ملین کا ہی برآمد کرتا ہے، یہی حال اسرائیل کا ہے، اس کی درآمد اور برآمد میں زیادہ فرق نہیں ہے، وہ 831 ملین ڈالڑ کا ہتھیار سپلائی کرتا ہے، جب کہ دوسرے ملکوں سے 829 ملین کے ہتھیار خریدتا ہے، اور آپ جانتے ہی ہیں کہ ایک ملین دس لاکھ کا ہوا کرتا ہے۔

اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (SIPRI) کی ۵ ر دسمبر ۲۰۲۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کی سو بڑی اسلحہ ساز کمپنیوں کے ہتھیاروں کا کاروبار 2021 میں 592 ارب ڈالر تھا، جو 2020 میں ہوئے ہتھیاروں کی خرید وفروخت کے مقابلے 1.9 فی صد زائد تھی۔

امریکہ چاہتا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ کو ہتھیاروں کی سپلائی کی بڑی منڈی کے طور پر استعمال کرے، اس لیے مسلم ملکوں کو ہوشیار رہنا چاہیے، غزہ، شام، یمن اور لبنان ابھی ان کی زد میں ہیں دوسرے ممالک بھی دیر سویر تختۂ مشق بنیں گے، کیوں کہ یہ ممالک اسلحہ سازی بند نہیں کریں گے اور اسلحے بنیں گے تو استعمال اور تجربہ کے لیے زمین بھی چاہیے۔

حماس کی حصولیابیاں

7 اکتوبر 2023ء کو جب حماس نے اسرائیل پر حملہ کردیا اور کم وبیش بارہ سو فوجی ہلاک کیے اور دو سو سے زائد لوگوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیے تو پوری دنیا میں اسرائی کی دفاعی قوت اور موساد کی خفیہ رپورٹ فراہم کرنے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام کرنے کی صلاحیت کا دنیا لوہا مانتی تھی، اس کا رعب ودبدبہ اور بھرم یکسر خاک میں مل گیا، یہ حماس کی بڑی کامیابی اور حصولیابی کے طور پر دیکھا جارہا ہے، دوسرا بڑا فائدہ حماس کو یہ حاصل ہوا کہ پوری دنیا بشمول مسلم ممالک فلسطین کے قضیہ کو فراموش کرچکے تھے، بلکہ بڑی تیزی سے مسلم ممالک میں اسرائیلی سفارت خانے کھلنے لگے تھے اور اسرائیل سے معاشی معاملہ بھی کثرت سے کرنے لگے تھے، اس پر روک لگ گئی، بلکہ کئی ملکوں نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کرلیا اور اسرائیل کے سفیر کو اپنے ملک سے باہر نکال دیا، اسرائیل کے متواتر حملوں سے دنیا نے جان لیا کہ اسرائیل کو نہ تو جنگی ضوابط کا خیال ہے اور نہ انسانی حقوق کا، اس وقت تو وہ امریکہ کی بھی سننے کو تیار نہیں ہے، اس لیے اسرائیل کی ساکھ پوری دنیا میں متاثر ہوئی اور اسرائیل کے لعنت گیر وزیر اعظم نیتن یاہو کے برطرف کرنے کی آواز خود اس کے ملک سے شروع ہوگئی، حماس نے لوگوں میں شہادت اور ملک پر جان نچھاور کرنے کے جذبہ کو پروان چڑھادیا، اسرائیل کے ٹینکوں کو برباد اور اس کے فوجیوں کو جہنم رسید کرنے کا جو کارنامہ انجام دیا وہ بھی قابل قدر اور لائق ذکر ہے، جن اسلحوں پر قبضہ کرکے وہ استعمال کررہے ہیں، اس کی بھی تعریف ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمد اویس عالم قاسمی

دین کے بڑے داعی اور استاذ درس وافتاء مدرسہ اصلاحیہ نام نگر بنٹولیہ دربھنگہ مولانا محمد ادیس عالم قاسمی (پی ایچ ڈی) بن ظاہر حسین بن محمد اکبر کا 16 شوال 1429 ھ مطابق 12 اکتوبر 2008 کو انتقال ہو گیا۔ اخبار میں دو ایک تعزیتی بیان آیا اور سطح آب خاموش ہو گیا، رسم دنیا بھی یہی ہے، اور کارگاہ حیات کا نظام ایسے ہی چلتا رہا ہے، جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ ایک شخص کا اٹھ جانا نہیں، بڑے عالم دین، عظیم داعی بہترین استاذ، اچھے مفتی اور صاحب قلم کا اٹھ جانا ہے، ماتم شخص کا نہیں، ایسی شخصیت کا ہے جس نے حیات مستعار کے پچپن سال میں علاقہ میں شرک و بدعات سے اجتناب کی زبردست تحریک چلائی، تبلیغ کے کام کو گھر گھر اور گاؤں گاؤں لے گیا، تعلیم کی ترویج واشاعت کے لیے کوشاں رہا، وسعت مطالعہ کے لیے آنکھوں کو پھوڑتا رہا، اور راتوں کی تاریکی میں اتنے آنسو بہائے کہ آنکھیں بے نور ہو گئیں، اور ایسی جگر کاوی کی کہ گردہ نے کام کرنا بند کر دیا، پہلے آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں علاج چلا، پھر دربھنگہ لے آئے گئے، اور بی آر نرسنگ ہوم کے ایمرجنسی وارڈ میں جان جاں آفریں کے سپرد کیا، نماز جناز 13 شوال 1429 ھ بعد نماز ظہر مولانا کے مخلص، وکیل اسد اللہ صاحب نے پڑھائی، اور سینکڑوں سوگوار لوگوں کی موجودگی میں اپنے آبائی گاؤں برہم پور میں سپرد خاک کئے گئے۔

نمونہ سلف، پیکر صدق وصفاء سادہ لوح اور سادگی پسند مولانا محمد اویس عالم قاسمی صاحب سے میری پہلی ملاقات پچیس سال قبل ہر پور بیشی، ضلع سیتامڑھی میں ہوئی تھی، نادر یہ لائبریری کا افتتاحی اجلاس تھا۔ مولانا محمد شعیب قاسمی کی دعوت اور مولانا عزیر قاسمی کے اصرار پر مدرسہ احمد یہ ابا بکر پور ویشالی سے میری حاضری ہوئی تھی، مولانا محمد شعیب صاحب جس انداز میں بحیثیت استاد ان کا تذکرہ کر رہے تھے، اس سے میں انہیں ایک معمر آدمی سمجھ رہا تھا، لیکن جب تشریف لائے تو جواں سال، چہرے پر سادگی کا نور، دل میں ایمان کا سرور، تقریر میں جلوۂ طور اور مزاج میں کبر وریا سے نفور کی عملی تصویر نظر آئے۔ پہلی ملاقات میں کم ہی لوگوں سے میرا گھلنا ملنا ہوتا ہے، اس لیے یہ ملاقات بھی رسمی سی رہی، ایک دوسرے کی مزاج پرسی، میدان کار سے واقفیت اور ٹوٹتے اقدار کے ماتم پر بات ختم ہو گئی اور صبح ہم دونوں نے اپنی راہ لی۔

دوسری ملاقات امارت شرعیہ میں ہوئی، حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نور اللہ مرقدہ نے بانی امارت شرعیہ ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد کی حیات وخدمات پر سمینار کا فیصلہ کیا اس کام کے لیے انہیں دو ایسے آدمی کی تلاش تھی جس کے اندر تلاش وجستجو کا مادہ ہو اور لکھنے پڑھنے کا شوق بھی، حضرت قاضی صاحب کی نظر انتخاب مولانا محمد اویس عالم قاسمی اور راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) پر پڑی۔ چنانچہ ہم دونوں کی طلبی ہوئی، ہم لوگ دفتر امارت شرعیہ میں پندرہ روز سمینار کی تیاری، مواد کی فراہمی، اور مولانا سجاد کے آثار کی تلاش وجستجو میں لگے رہے، پندرہ روز سے زائد کی فرصت ہم لوگوں کو مدرسہ سے نہ مل سکی، اس لیے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا، بعد میں ضمان اللہ ندیم مرحوم نے پوری توجہ اور لگن سے اس کام کو" آثار سجاد" کے نام سے مکمل کیا اور ایک قیمتی کام سمینار کے بہانے سے ہو گیا۔ اس کے بعد مختلف موقعوں سے اصلاح معاشرہ کے جلسوں میں مولانا نے یاد کیا اور مولانا کے خلوص کی وجہ سے میں وقت نکالتا رہا، ان کے مدرسہ کے جلسوں میں بھی شرکت رہی، اور قرب وجوار میں بھی ان کی دعوت پر جانا ہوا، ہر ملاقات میں ان کی محبت میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولانا مرحوم نے اپنا تعلیمی سفر پرائمری اسکول برہم پورہ سے شروع کیا تھا، ماسٹر مقصود صاحب بونسی اور مولانا ظفر صاحب کمہر ولی نے شاگردی کے آداب سکھائے اور دو سال میں حصول علم کا جذبہ پیدا کیا، تحتانیہ سوم میں وہ مدرسہ مال ٹولہ کشن گنج میں داخل ہوئے، 1969ء میں مدرسہ الحسنہ حسن آباد پدم پور ضلع کشن گنج (قدیم پورنیہ) سے فوقانیہ کا امتحان پاس کیا، یہاں انہوں نے مولانا محمد عرفان مولانا تجمل حسین، مولانا محمد اسرائیل مظفر پوری، مفتی محمد یوسف اور ماسٹر محمد شفیع صاحب کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا، 1971ء میں مدرسہ فضل رحمانی بھلاہی، سہرسہ سے مولوی، مدرسہ رحمانیہ افضلہ سوپول بیرول، دربھنگہ سے 1973ء میں عالم اور 1975ء میں فاضل کیا، کتابیں نہیں پڑھیں، فن پڑھا، اور نامور اساتذہ سے پڑھا، حضرت مولانا محمد عثمانؒ، مولانا شمس الہدیٰؒ، مولانا محمد قاسمؒ مظفر پوری، مولانا ہارون رشیدؒ، مولانا سعد اللہؒ، ماسٹر کمال صاحبؒ کی خصوصی توجہ سے ذرہ آفتاب بنا، پھر تاب وتب میں اضافہ کے لیے مولانا نے دار العلوم دیو بند کا سفر کیا اور 1975 سے 1978 تک وہاں کے اکابر علماء ومحدثین سے کسب فیض کیا دورہ حدیث اور تکمیل ادب وافتاء کی سند پائی۔ حضرت مولانا شریف الحسنؒ، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، مفتی نظام الدینؒ، مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحیؒ، مفتی احمد علی سعیدؒ، مولانا محمد حسین بہاریؒ، مولانا فخر الحسنؒ، مولانا معراج الحقؒ، مولانا نعیم احمدؒ، مولانا وحید الزماں کیرانویؒ، مولانا محمد سالم قاسمیؒ، مولانا محمد انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا قمر الدینؒ، مولانا ریاست علی بجنوریؒ، مولانا عبد الخالق مدراسی، قاری عتیق الرحمٰن وغیرہ جیسے فاضل روزگار کی صحبت اور شاگردی نے ان کے اندر نکھار پیدا کیا، بہار یونیورسٹی سے اردو فارسی میں ایم اے اور پٹنہ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرنے کے بعد انہوں نے درس وتدریس کا کام شروع کیا، درس گاہ عالیہ شریف مراد آباد، مدرسہ تاراپور گجرات اور جامعہ رحمانی مونگیر میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد مدرسہ اصلاحیہ نام نگر بنٹولیہ آ گئے۔ اور زندگی کے قیمتی پچیس سال یہیں درس وتدریس افتاء نویسی ودعوت وتبلیغ میں گزارا۔

درس وتدریس کے ساتھ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے قلم کی دولت سے بھی نوازا تھا، تذکرہ حضرت مولانا محمد عثمانؒ سابق شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سوپول، طہارت ونماز کے تفصیلی مسائل، حج وعمرہ کا شرعی طریقہ عشرہ وزکوٰۃ کے مسائل وغیرہ کتابیں ان کی طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ جبکہ شرح شمائل ترمذی، سوانح حضرت مولانا بشارت کریمؒ غیر مطبوعہ مسودے کی شکل میں موجود ہے، مضامین ومقالات اس کے علاوہ ہیں، عمر کم پائی اور کام بڑا ہو گیا، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکی اور تین لڑکے ہیں۔ اللہ ان سب کا حامی وناصر ہے۔ مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی صاحبؒ مفتی دار العلوم دیو بند نے اپنی تعزیتی تقریر میں بجا فرمایا کہ مرحوم کے باقی ماندہ اور ادھورے کاموں کو انجام تک پہنچانا اور ان کے بال بچوں کے لیے خورد ونوش کا انتظام، ہم سب کا فریضہ ہے اور یہی مرحوم کے لیے بہترین خراج عقیدت بھی ہے۔

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تکان نا آشنا عبقری شخصیت

مولانا مفتی ابوابراہیم مشیر عالم قاسمی دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ میں استاذ حدیث ہیں، ان کا درس طلبہ میں مقبول ہے، ہم لوگ انہیں ایک مدرس کی حیثیت سے ہی جانتے پہچانتے رہے ہیں، لیکن دار العلوم الاسلامیہ کے سابق سکریٹری مولانا سہیل احمد ندویؒ نے تصنیف وتالیف کی ان کی خفیہ صلاحیت کو ہمارے سامنے آشکارا کیا، وہ ایک بار مولانا کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور فرمایا کہ یہ میرے پر دادا مشہور مجاہد آزادی شیخ عدالت حسین بکہی پر کام کر رہے ہیں، اس تحقیق میں آپ ان کی مدد کر دیں، مجھے وقتی طور پر اس موضوع پر حوالہ جاتی کتب کا جو علم تھا، انہیں بتایا، خود مولانا سہیل احمد ندویؒ نے اپنے کاغذات کے ذخیرے کو الٹا پلٹا، علاقہ کے اہل علم اور مؤرخین سے چمپارن کی تاریخ کے بہت سے اوراق گم گشتہ کو ڈھونڈھا اور مولانا کے حوالہ کیا، مولانا مشیر عالم اپنی تدریسی مصروفیات کے ساتھ اس کام کو انجام دے رہے تھے اور مولانا سہیل احمد ندوی مرحوم بھی انتہائی خوش تھے کہ برسوں بعد اللہ رب العزت نے اس کام کی توفیق عطا فرمائی اس کام کے لیے مولانا مشیر عالم صاحب کے وہ ممنون بھی تھے اور مشکور بھی۔

ابھی شیخ عدالت حسین پر کتاب کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی کہ اچانک مولانا سہیل احمد ندویؒ کی زندگی کا آخری ورق پلٹ گیا، وہ اڈیشہ کے سفر پر یوسی سی کی مخالفت میں دورے پر تھے کہ ظہر کی نماز کی سنت پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، حادثہ اس قدر اچانک آیا کہ لوگ حیرت زدہ رہ گیے اور کہنے لگے "تم جیسے گیے ویسے بھی ہے جاتا کوئی"، غم واندوہ کی کیفیت مولانا کے صاحب زادگان، اعزواقربا کے ساتھ ان تمام اداروں کے افراد پر بھی طاری تھی واقعہ یہی ہے کہ ان کی کمی دیر تک محسوس کی جاتی رہے گی۔

مولانا کے انتقال کے بعد مولانا نے اپنے قلم کا رخ مولانا سہیل احمد ندویؒ کی حیات وخدمات کی طرف موڑ دیا، علاقہ کی سماجی، سیاسی اور جغرافیائی تاریخ تو وہ پہلے سے ہی شیخ عدالت حسین کے لیے لکھ چکے تھے، اب ساری توجہ مولانا کی زندگی کے مختلف گوشوں اور ان کی خدمات کی لانبی تاریخ کو صفحۂ قرطاس میں ثبت کرنے پر لگ گئی، جو مقدم تھے مؤخر ہو گیے اور جو جانے کے اعتبار سے مؤخر تھے وہ سرفہرست آ گیے، مولانا مشیر عالم نے بڑی محنت سے مولانا کی حیات وخدمات کے نقوش کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ رب العزت نے اس میں انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

مولانا پر پہلا مضمون مشہور صحافی عارف اقبال نے اپنی کتاب "میر کارواں" میں لکھا تھا، جس کا مواد اور ماخذ انہوں نے بالمشافہ ان سے انٹرویو لے کر حاصل کیا تھا، مفتی نیر اسلام صاحب نے بھی مولانا کے اخلاق وعادات اوصاف وکمالات پر ایک طویل مضمون لکھا تھا، مولانا کے انتقال کے بعد تو مضامین، پیغامات اور تعزیتی بیانات کا طویل سلسلہ شروع ہوا، لیکن مولانا پر ان کے انتقال کے بعد پہلا باضابطہ مضمون میں نے نقیب میں لکھا، پھر جب حضرت امیر شریعت کے حکم پر نقیب کا خصوصی شمارہ مولانا مرحوم پر نکلا تو اس کے اداریہ میں بھی بہت سی باتیں میں نے ذکر کی تھیں، اور چوں کہ میرا مضمون ان کے انتقال کے معا بعد نقیب میں چھپ چکا تھا، اس لیے اس خصوصی شمارہ میں قصدا شامل نہیں کیا، نقیب کا یہ خصوصی شمارہ حصہ دوم کی حیثیت سے اس کتاب میں شامل ہے، مولانا مشیر عالم صاحب نے اسے شامل کتاب کر کے اس شمارہ کے مضامین کو حیات جاودانی بخشنے کا کام کیا ہے، ان مضامین سے مولانا کی ہمہ جہت شخصیت کے کئی اہم پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔

مولانا مشیر عالم صاحب کی اصل محنت پہلے حصہ میں ہے، انہوں نے مولانا کے آبائی وطن، بکہی، علاقہ دیوراج ضلع چمپارن کی تاریخ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور انگریزی اردو میں معلوم تاریخ کے حوالہ سے چمپارن، دیوراج کی وجہ تسمیہ، اس کی تاریخی حیثیت، دیوراج کی خوش حالی، وہاں کے پیشہ، دیوراج کی تہذیبی وثقافتی اہمیت، وہاں کی تعلیمی شرح، کھیل کود کے احوال، سیاسی رجحانات، فرقہ وارانہ ہم آہنگی وغیرہ پر انگریزی کتابوں کے حوالوں سے اپنے مطالعہ کو پیش کیا ہے، یہ انتہائی اہم ہے اور وقیع بھی۔

اس سے فراغت کے بعد مولانا مشیر عالم نے مولانا کے خاندان اور اس خاندان کی دینی وملی خدمات کا جائزہ لیا ہے، مولانا کے سوانحی خاکے، ان کے انداز واطوار، دار العلوم الاسلامیہ کی سکریٹری شپ، امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے حوالہ سے ان کی خدمات کا جامع تذکرہ مرتب کر دیا ہے، اس کے ذیل میں مولانا کی مادر علمی، اساتذہ، مولانا کی ظرافت، فکر امارت کی پاسبانی، کام کرنے کے طریقے کا بھی بسیط تذکرہ موجود ہے، اس طرح مولانا کی وفات تجہیز وتکفین کے ذکر پر یہ کتاب اختتام پذیر ہوتی ہے۔

مولانا کی خدمات کی جو مختلف جہتیں تھیں اس میں سے ایک بڑی جہت یہ تھی کہ وہ کاموں کے بوجھ سے نہ تو تھکتے تھے اور نہ ہی گھبراتے تھے، اس کے لیے مولانا مشیر عالم صاحب نے تکان نا آشنا کا لفظ استعمال کیا ہے اور اسی کو کتاب کا سرنامہ اور عنوان قرار دیا ہے، جو ان کے ذہن رسا اور تجزیاتی مطالعہ میں گہرائی اور گیرائی کی دلیل ہے، واقعتاً مولانا کی شخصیت تکان نا آشنا تھی، اسی اعتبار سے ان کا شمار عبقری شخصیتوں میں کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مشیر عالم کو جزاء خیر دے کہ انہوں نے ہم سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا، میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ مولانا مرحوم کے پر دادا شیخ عدالت حسین صاحب کی سوانح بھی وہ مکمل کر دیں کیوں کہ یہ مولانا مرحوم کی خواہش تھی اور خواہش کو مرنے کے بعد وصیت کا درجہ مل جاتا ہے، اس لیے شیخ عدالت پر کتاب کی تکمیل ان کی صیت پوری کرنے جیسا عمل ہے، اللہ تعالیٰ مولا سہیل احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، امارت کو ان کا نعم البدل دے اور مولانا مشیر عالم کو صحت عافیت کے ساتھ درازئ عمر عطا فرمائے، تاکہ وہ ایسے ہی تاریخ وتحقیق کے کاکل گیسو سنوارتے رہیں، آمین یارب العالمین

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

کچھ دیر اللہ والوں کی صحبت میں

مولانا محمد یونس نگرامی ندوی

(۱) ابوحازم اپنے وقت کے بہت مشہور صاحبِ علم گذرے ہیں، ایک مرتبہ خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک نے ان کو قصرِ خلافت میں مدعو کیا اور کہنے لگا کہ ''اے ابوحازم! کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟'' ابوحازم نے جواب دیا کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے زندگی کو آباد کرلیا ہے اور آخرت کو ویرانہ بنادیا ہے، اسی لئے آبادی سے ویرانہ کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہو، سلیمان بن عبدالملک: آپ نے صحیح فرمایا، لیکن یہ تو ارشاد فرمائیے کہ اب اللہ کی طرف کیسے متوجہ ہوا جائے؟ ابوحازم: نیکوکار کی مثال ایسی ہے جو اپنے اہل وعیال سے دور رہا ہو اور پھر آگیا ہو، لیکن جس کی زندگی بدی ہی میں کٹی ہو تو اس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے آقا کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبدالملک رونے لگا اور کہا اے کاش! ہمارا بھی کوئی مقام خدا کے یہاں ہوتا! ابوحازم: اے خلیفہ! اپنے آپ کو کتاب اللہ کی ترازو پر رکھو تو خودبخود معلوم ہوجائے گا کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ سلیمان بن عبدالملک: اور یہ مقام کس آیت میں واضح ہوگا؟ ابوحازم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَـفِـیْ نَعِیْمٍ()وَ اِنَّ الْـفُـجَّـارَ لَـفِـیْ جَحِیْمٍ'' (الانفطار: ۱۳-۱۴) سلیمان: لیکن یہ اللہ کی رحمت کہاں ہے؟ ابوحازم: ''اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ'' (الاعراف: ۵۶) سلیمان: اے ابوحازم! ہمارے لئے دعاء کیجئے! ابوحازم: اے پروردگار! اگر سلیمان بن عبدالملک تیرا دوست ہے تو اس کو بھلائی کی توفیق عطا فرما! اور اگر تیرا دشمن ہے تو اس شخص کی پیشانی پکڑ کر بھلائی کی طرف لے جا، یہ کہہ کر ابوحازم اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ تمام انعامات جو خلیفۂ وقت نے عطا کئے تھے واپس کردئے اور فرمایا: جب تک علماء اپنے علم کو اُمراء سے بچاتے رہیں گے، اُمراء ان سے ڈرتے رہیں گے (صفۃ الصفوہ: ۲؍۸۹)۔

(۲) عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بازار گیا، راستہ میں ایک شخص ملا جس کو جذام کی بیماری تھی اور بدن پر زخم بھی تھے، گلی کے لڑکے اس کو پتھروں سے مار رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خون آلود تھا، لیکن اس کے ہونٹ حرکت کررہے تھے، میں اس کے قریب گیا، تاکہ بات سن سکوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟، میں نے سنا کہ وہ شخص کہہ رہا ہے ''اے میرے رب! تو خوب جانتا ہے اگر میری ایک ایک بوٹی قینچی سے کاٹ دی جائے اور میری ہڈیاں آرے سے چیر ڈالی جائیں تو بھی میری محبت تیرے ساتھ بڑھتی جائے گی، اب تجھ کو اختیار ہے جو چاہے کر (صفۃ الصفوہ: ۴؍۱۱)

(۳) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک جگہ آگ لگ گئی، لیکن ان مکانات کے بیچ میں ایک جھونپڑی بچ گئی، اس زمانے میں بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، انہوں نے اس کی تفتیش کی، تو معلوم ہوا کہ اس جھونپڑی میں ایک تارک الدنیا صاحب رہتے ہیں، جنہوں نے اللہ سے یہ دعاء مانگی تھی کہ ان کی جھونپڑی کو کبھی آگ نہ لگے، یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ جگہ محفوظ رہ گئی، حضرت موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: بے شک میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بسا اوقات ایک مفلوک الحال شخص خدا کی قسم کھاتا ہے تو اللہ اس کو پورا کرتا ہے (صفۃ الصفوہ: ۴؍۷)۔

(۴) یحییٰ بن معاذ بھی اپنے وقت کے بڑے عارف گزرے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''دنیا ایک ویرانہ ہے اور اس سے بھی ویران وہ دل ہے جو دنیا کو آباد کرے، آخرت ایک آبادی ہے اور اس سے زیادہ وہ دلِ شاداب ہے جو اس کو آباد کرے، تمہارا بھائی وہ ہے جو تمہارے عیوب سے تم کو مطلع کرے، تمہارا دوست بھی وہ ہے جو گناہوں سے تم کو باز رکھے، فرماتے تھے ایک شخص اپنے مال کے ضائع ہونے پر تو بہت غمگین ہوتا ہے، لیکن ہر روز زندگی کم ہورہی ہے اس پر کوئی غم نہیں، رات لمبی ہوتی ہے، لیکن تم اس کو اپنے سونے سے ضائع نہ کرو، دن روشن ہوتا ہے، اس کو اپنے گناہوں سے تاریک نہ کرو، فرماتے تھے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو دنیا کو چھوڑ دے، اس سے پہلے دنیا اس کو چھوڑے اور اپنی قبر پہلے تیار کرلے اس سے پہلے کہ اس کو اس میں داخل کیا جائے اور اپنے رب کو راضی کرلے، اس سے پہلے کہ وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو (صفۃ الصفوہ: ۴؍۷۷)

(۵) حضرت امام فخر الدین رازیؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے تقریباً ہر موضوع پر کتاب لکھی ہے، ان کی تفسیر ''تفسیر کبیر'' خاص اہمیت رکھتی ہے، امام صاحبؒ کا عہد اور سلطان شہاب الدین غوری کا زمانہ ایک ہی تھا، ایک دفعہ برسرِ منبر وعظ کہتے ہوئے امام صاحب نے شہاب الدین غوری سے کہا: ''اے دنیا کے بادشاہ! نہ تیری سلطنت باقی رہے گی اور نہ رازی کا تملق ونفاق، ہم سب کو خدا کے پاس واپس جانا ہوگا'' راوی کا بیان ہے کہ شہاب الدین غوری دیر تک روتا رہا۔ (روضۃ البہیہ، ص: ۷۰) امام ہی صاحب کا ایک دوسرا واقعہ یہ بھی ہے کہ: ''ایک مرتبہ آپ ہرات تشریف لے آئے تو ایک مردِ صالح سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا، آپ کا سرمایہ فخر علم ہے، لیکن خدا کی معرفت آپ نے کیسے حاصل کی؟ امام صاحب نے فرمایا: سو دلیلوں سے، اس مردِ صالح نے کہا کہ دلیل کی ضرورت تو شک کے زائل کرنے کے لئے ہوتی ہے، لیکن خدا نے میرے دل میں ایسی روشنی ڈالدی ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں شک کا گذر ہی نہیں ہوسکتا ہے کہ مجھ کو دلیل کی ضرورت ہو، امام صاحبؒ کے دل میں اس کلام نے اثر کیا اور اسی مجلس میں اس مردِ صالح کے ہاتھ پر توبہ کی اور خلوت نشیں ہوگئے، راوی کا کہنا ہے کہ یہ مردِ صالح شیخ نجم الدین کبریٰ تھے۔ (مفتاح السعادۃ: ۱؍۴۵۰-۴۵۱)

(۶) ایک مرتبہ ابوحازم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت عمر نے فرمایا: کچھ نصیحتیں فرمائیے: ابوحازم نے جواب دیا اے خلیفہ! لیٹ جاؤ اور یہ تصور کرو کہ موت تمہارے سر پر کھڑی ہے، پھر یہ غور کرو تم اس وقت کیا پسند کروگے؟ بس اسی چیز کو پکڑ لو اور جس چیز کو موت کے وقت ناپسند کرو اس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو، ہوسکتا ہے کہ قیامت قریب ہو۔ (منقول از حضارۃ الاسلام، شمارہ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ ص: ۱۵۰)

(۷) حضرت امیر معاویہؓ کی فرمائش پر حضرت ضرار بن ضمرہ نے ان کے سامنے حضرت علیؓ کے حالات بتاتے ہوئے فرمایا ''اے امیر المومنین! حضرت علیؓ اس دنیا اور اس کی جگمگاہٹ کو ناپسند کرتے تھے، رات کی تاریکی سے محبت تھی، ہمیشہ موٹا پہنتے اور موٹا کھاتے، میں نے اکثر ان کو دیکھا جب رات ڈھلنے پر ہوتی اور ستارے ڈوبنے کے قریب ہوتے وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اور بے چینی کی حالت میں روتے ہوئے کہتے ''اے دنیا! تو میرے پاس آئی ہے حالاں کہ میں تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں، جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، تیری عمر بہت تھوڑی ہے، تیرا عیش بہت حقیر ہے، لیکن تیرا فتنہ بہت بڑا ہے، ہائے افسوس کہ زادِ راہ کچھ بھی نہیں ہے، سفر طویل ہے اور راستے نامانوس ہیں۔۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر امیر معاویہؓ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوگئی۔ (صفۃ الصفوہ لابن الجوزی: ۱؍۱۲۲)

(۸) ایک مرتبہ ابن سماک ہارون رشید کے دربار میں تشریف لائے تو تھوڑی دیر بعد ہارون رشید نے پانی طلب کیا، جب خادم نے پانی حاضر کیا تو ابن سماک نے فرمایا، اے امیر المومنین! ذرا ٹھیر جائیے اور بتلائیے کہ اگر اس وقت آپ کو یہ پانی نہ دیا جائے تو آپ اس کو کتنے میں خریدیں گے؟ ہارون رشید نے جواب دیا، اپنی نصف بادشاہیت سے، جب ہارون رشید پانی پی چکا تو ابن سماک نے پھر فرمایا، اے خلیفہ! اگر اس پانی کو آپ کے بدن سے نکلنے سے روک دیا جائے تو اس کے نکالنے پر آپ کیا خرچ کریں گے؟ ہارون رشید نے جواب دیا، اپنی پوری بادشاہت اس پر ابن سماک نے فرمایا، اے امیر المومنین! جس ملک وسلطنت کی قیمت ایک گھونٹ پانی اور پیشاب ہو وہ تو اس لائق ہے کہ اس پر کوئی زیادہ توجہ نہ کی جائے، یہ سن کر ہارون رشید دیر تک اشک بہاتا رہا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید، ص: ۳۹۳)

(۹) حضرت منذر بن سعیدؒ اپنے دینی امور میں بہت سخت تھے، خلیفۂ وقت ناصر باللہ بھی ان کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا، لیکن اس کے باوجود منذر بن سعید خلیفہ کو اس کی دینی کوتاہیوں پر سرزنش کرتے رہتے تھے، جب اس نے قصرِ زہری تعمیر کیا، تو حضرت منذر بن سعید کو ناصر باللہ کی، یہ دنیاوی مشغولیت پسند نہ آئی، ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں جبکہ ناصر باللہ بھی موجود تھا، آپ نے اپنا خطبہ قرآن مجید کی اس آیت سے شروع فرمایا: ''قُلْ مَتَاعُ الـدُّنْیَـا قَلِیْـلٌ وَ الْاٰخِـرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وھی دارالقرار'' (ترجمہ) آپ فرمادیجئے دنیاوی فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت خیر ہی خیر ہے، ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہی ہمیشگی کی جگہ ہے'' اس کے بعد منذر بن سعید نے دنیاوی لذتوں میں مصروف رہنے والوں اور آخرت سے بے خبری برتنے والوں پر ایک پُراثر وعظ کیا، دنیاوی معاملات میں زہد کی تعلیم دی اور موت جیسی حقیقت کو یاد دلایا، راوی کا بیان ہے کہ پورا مجمع فرطِ خوف سے زاروقطار رو رہا تھا اور خود ناصر باللہ بھی اشکبار تھا اور چہرے پر ندامت کے آثار تھے (معجم الادباء: ۷؍۱۸۴)

(۱۰) مشہور مفسر اور لغوی امام زمخشریؒ کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، حضرت دامغانیؒ نے اس سے پیر کے بیکار ہوجانے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے ایک چڑیا کو دھاگے سے باندھ کر اس زور سے کھینچا کہ اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر میری والدہ رنجیدہ ہوئیں اور فرمایا خدا تمہاری بھی ٹانگ ضائع کردے! بات گئی گذری، لیکن جب میں طلب علم کے لئے بخارا کے سفر پر روانہ ہوا تو سواری سے گر پڑا اور میری یہ ٹانگ ضائع ہوگئی، آج بھی میں سوچتا ہوں تو صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ حادثہ میری والدہ کے کہنے کے عین مطابق ہوا۔ (معجم الادباء: ۷؍۱۴۷)

(۱۱) محدث ومورخ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے، ان میں سے ایک ہاشمی تھے، ایک مرتبہ میں تنگ دستی وعُسرت میں مبتلا ہوگیا، میری بیوی نے کہا کہ ہم لوگ تو کسی نہ کسی طرح گزر بسر کرلیں گے، لیکن یہ چھوٹے چھوٹے بچے کس طرح سے گزر بسر کرسکتے ہیں، پھر عید بھی سر پر آگئی ہے، پڑوسیوں کے بچے نئے نئے کپڑے پہنیں گے، خوشیاں منائیں گے، یہ بچے ان باتوں کو کیسے برداشت کرسکیں گے، یہ سب سوچ کر ہی میرا دل خون ہوا جارہا ہے، بیوی کی یہ بات سن کر میں نے اپنے ہاشمی دوست کو خط لکھا، چنانچہ اس نے ایک تھیلی بھیجی جس میں ایک ہزار درہم تھے، ابھی مجھ کو یہ تھیلی ملی ہی تھی کہ میرے ایک دوسرے دوست کا خط اسی مضمون کا جو میں اپنے دوست کو لکھ چکا تھا آگیا، اس لئے میں نے وہ تھیلی جوں کی توں ان کی خدمت میں بھیج دی، عید کا دوگانہ ادا کرکے میں ڈرتے ڈرتے گھر گیا، بیوی کو سارا ماجرا سنایا، خدا کا شکر ہے کہ وہ خفا نہیں ہوئیں، بلکہ خوشی کا اظہار کیا، ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی، میرا ہاشمی دوست آگیا اور اس کے ہاتھ میں وہی تھیلی تھی، جو میں نے اس سے منگا کر دوسرے دوست کو بھیج دی تھی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ صحیح صحیح واقعہ بتاؤ؟ کہ یہ کیا ہے؟ جب میں نے پوری صورت حال بتادی تو اس نے کہا کہ تم کو یہ تھیلی بھیجنے کے بعد میں نے دوسرے دوست کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ تھیلی بھیجی، تب سارا واقعہ ہم لوگوں کی سمجھ میں آگیا، خیر ہم تینوں دوستوں نے اس طرح آپس میں غم خواری کی، لیکن شدہ شدہ یہ بات مامون رشید کو بھی معلوم ہوگئی، وہ ہم لوگوں کی اس صحبت وایثار سے بہت خوش ہوا اور ہم تینوں دوستوں کی دو دو ہزار دینار اور ہم لوگوں کی بیویوں کو ایک ایک ہزار دینار عطا فرمائے۔ (معجم الادباء: ۷؍۵۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ملنے والوں سے پانچ باتوں کی نصیحت ضرور فرمایا کرتے تھے: (۱) دنیا میں اپنے گناہوں سے ڈرو۔ (۲) خدا کے علاوہ کسی اور سے آس نہ لگاؤ۔ (۳) اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو تو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔ (۴) اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو اور پھر تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے تو صاف کہہ دو کہ نہیں معلوم۔ (۵) ایمان لانے کے بعد صبر کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بدن کے لئے سر کی موجودگی، کیوں کہ اگر سر کاٹ دیا جائے تو بدن بے کار ہوجاتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی، طبع جدید، ص: ۱۸۶)

Scanned with CamScanner

قرض کا اسلامی تصور اور موجودہ دور کی خرابیاں

امداد الحق بختیار قاسمی

اسلام کی عالمی تعلیمات میں سے ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر انسان وہ ہے، جو دوسروں کو لیے مفید اور کام آنے والا ہو؛ اسی لیے اسلام میں آپسی تعاون کی بہت تاکید کی گئی ہے، ''قرض'' بھی آپسی تعاون کی ایک قدیم شکل ہے، ہر انسان کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اس کی ضرورت پیش آجاتی ہے؛ لہٰذا اسلام نے اس کی بہت ترغیب بھی دی ہے اور قرض دینے والے کے لیے بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور قرض کے لین دین کے لیے بہت سے حدود اور احکام بیان فرمائے ہیں؛ تاکہ نہ کوئی کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھائے اور نہ کوئی کسی شریف انسان کو پریشان کر سکے۔

قرض دینے کی فضیلت: ہمیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بہت سی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات قرض دینے کی فضیلت میں ملتے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ﴾ (سورۃ التغابن: 17) اگر تم اللہ تعالی کو قرض حسن دو گے، تو اللہ تعالی اسے تمہارے لیے بڑھائیں گے، اور تمہاری مغفرت کردیں گے اور اللہ تعالی بہت قبول کرنے والا اور بردبار ہے۔ دوسرے کسی انسان کو مدد کے طور پر قرض دینے کو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینا قرار دیا گیا ہے، اور اس پر دو بشارتیں سنائی گئی ہیں: (ا) قرض کی شکل میں اس تعاون کی برکت سے اللہ تعالیٰ ثواب اور مال دونوں میں اضافہ کرے گا۔ (۲) دوسری بشارت مغفرت کی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں یہ نکتہ بھی واضح فرمایا ہے کہ خوش حالی اور تنگ دستی تو اللہ تعالی کی طرف سے ہے، لہٰذا خوش حال کو چاہیے کہ وہ قرض کی شکل میں پریشان حال لوگوں کی مدد کرے، اللہ کا ارشاد ہے: کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا دے، اور اللہ ہی تنگی پیدا کرتا ہے اور وہی کشادگی عطا کرتا ہے اور تم سب کو اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (البقرۃ: 245) اس سلسلے میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھی بہت حوصلہ افزا ہیں، درج ذیل حدیث میں کتنی بڑی بشارت دی گئی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: شب معراج کے موقع پر میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا: صدقہ کا ثواب دس گنا زیادہ ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا زیادہ ہے۔ تو میں نے جبریل سے پوچھا کہ قرض، صدقے سے بھی افضل کیسے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سائل جب مانگتا ہے، تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ پہلے سے بھی رہتا ہے اور قرض لینے والا ضرورت کے وقت ہی قرض لیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، باب القرض، 2431) ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إنَّ ملكًا بباب من أبواب السماء، يقول: من يقرض اليوم يجزى غدًا، وملكًا بباب آخر يقول: اللهم أعْطِ منفقًا خلفًا، وعجل لممسك تلفًا. (مسند أحمد، 8054) آسمان کے ایک دروازے پر ایک فرشتہ ہے، جو یہ آواز لگاتا رہتا ہے: جو آج قرض دے گا، کل اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور آسمان کے دوسرے دروازے پر ایک دوسرا فرشتہ ہے، جو یہ آواز لگاتا ہے: اے اللہ خرچ کرنے والوں کو اس کا بدل عطا فرما اور بخیل پر جلدی ہلاکت نازل فرما۔

قرض کی واپسی میں مہلت دینا: قرض دینے کے بعد اس کی واپسی کے لیے قرض لینے والے کو ایک مناسب وقت اور مہلت دینا ضروری ہے؛ تاکہ وہ قرض کی واپسی کے انتظامات کر سکے، اسی طرح بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرض لینے والے کے پاس انتظام نہیں ہو پاتا، جس کی وجہ سے طے شدہ وقت میں قرض کی واپسی اس کے لیے بہت دشوار ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اسلام میں جہاں قرض دینے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہیں، وہیں واپسی میں مہلت دینے پر بھی اللہ کی طرف سے بڑے انعام کا وعدہ کیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو، تو سہولت ہونے تک مہلت دینا ہے، اور اگر تم قرض معاف کردو، تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تمہیں اس کے فائدہ کا علم ہو۔ (البقرۃ: 280) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے: مَن سرَّه أن ينجيه الله من كرب يوم القيامة فلينفِّس عن مُعسِر أو يضع عنه. ترجمہ: جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالی اسے قیامت کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کردے۔ (صحیح مسلم، باب انظار المعسر، 1563) ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس کا قرض معاف کردے گا تو اللہ تعالی کل قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ بلکہ ایک روایت میں تو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مقررہ وقت کے بعد انسان قرض لینے والے کو جتنی مہلت دے گا، ہر دن اسے قرض دینے کے برابر صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جیسے جیسے مہلت کے دن بڑھیں گے، ویسے ویسے ثواب میں دوگنا اضافہ ہوتا رہے گا۔ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: (لَهُ بِكُلِ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ. (رواہ أحمد، 23046) ترجمہ: جس نے وقت پورا ہونے سے پہلے تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر دن کے بدلہ اتنی ہی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور وقت پورا ہونے کے بعد مہلت دی تو اس سے دوگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

ایک بے عمل تاجر کی مغفرت: حدیث میں واقعہ لکھا ہے کہ قیامت کے دن ایک تاجر کے اعمال کو تولا جائے گا، تو اس کے اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہیں ملے گی، جس کی وجہ سے وہ جہنم سے بچ سکے، لہٰذا فرشتے یہ بات اللہ تعالی سے عرض کریں گے، اللہ تعالی اس سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھیں گے؟ وہ کہے گا: یا اللہ میرے پاس صرف ایک عمل ہے کہ دنیا میں جب کوئی مجھ سے قرض لیتا تھا، تو میں واپسی کے مطالبہ میں اس پر زور نہیں ڈالتا تھا، بلکہ اسے مہلت دیتا تھا اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا تھا، اس امید کہ ساتھ اللہ میرے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے گا۔ تو یہ سن کر اللہ تعالی اس کی مغفرت فرمادیں گے اور فرمائیں گے کہ ہم تم سے زیادہ نرمی کرنے والے اور مہلت دینے والے ہیں۔ مات رجل، فقيل له: ما كنت تقول؟ قال: كنت أبايع الناس، فأتجوَّز عن الموسر، وأخفف عن المعسر، فغفر له. (بخاری، باب حسن التقاضی، 2261) ترجمہ: ایک شخص کا انتقال ہوا، اس سے پوچھا گیا کہ دنیا میں تو کیا کہتا تھا؟ اس نے جواب دیا: میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور مالدار سے چشم پوشی کرتا تھا اور تنگ دست پر تخفیف کرتا تھا۔ چنانچہ اس کی مغفرت کردی گئی۔

قرض کی جلد واپسی کی فکر کرنا: قرض لینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اس فکر میں رہے کہ کس طرح جلد از جلد قرض واپس کر سکے، تاکہ اس کی ذمہ داری فارغ ہو سکے اور خدانخواستہ اگر اسے موت آجائے تو اللہ کے پاس یہ قرض اس کے لیے وبال جان نہ بن جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حوالے سے اتنی سخت تاکید فرماتے تھے کہ شروع میں جب کوئی جنازہ آتا، تو پہلے معلوم کرتے کہ کیا مرنے والے کے ذمہ میں قرض ہے یا نہیں؟ اگر معلوم ہوتا کہ قرض ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔ وعن جابر قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا يصلي على رجل مات وعليه دَين، فأُتي بميت فقال: ((أعليه دين؟))، قالوا: نعم، ديناران، فقال: ((صلُّوا على صاحبكم))، فقال أبو قتادة الأنصاری: هما عليَّ يا رسول الله، فصلى عليه رسول الله - صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، باب التشديد في الدين، 3343)، حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جس کے اوپر قرض ہو، چنانچہ ایک میت کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ قرض ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ جی! دو دینار ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا جنازہ پڑھو۔ پھر جب حضرت ابو قتادۃ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا قرض میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک اس کے ذمہ میں قرض رہتا ہے، اللہ تعالی کے پاس بھی اس کا معاملہ لٹکا رہتا ہے، اس کے حق میں کوئی خیر کا فیصلہ نہیں کیا جاتا، جیسا کہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے: قال النبی - صلى الله عليه وسلم -: نفس المؤمن معلقة بدَيْنِهِ حتى يُقضى عنه. مومن کا نفس اس کے قرض کی وجہ سے لٹکا رہتا ہے؛ جب تک کہ اس کا قرض نہ ادا کردیا جائے۔ (سنن الترمذی، 1078) بعد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے کچھ کشادگی عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرنے والے کا قرض اپنی طرف سے ادا کرکے، پھر اس کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔

قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا: قرض کا معاملہ کرتے وقت اسلام کی ہدایت ہے کہ جانبین کی موجودگی میں قرض کی مقدار، واپسی کی تاریخ وغیرہ تمام تفصیلات لکھ لی جائیں، تاکہ بعد میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو؛ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ اے ایمان والو! جب تم کسی معینہ وقت تک کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ (البقرۃ: 282) پھر اس کے بعد قرض لینے والے کو اسلام نے یہ ہدایت دی ہے کہ وہ قرض کی واپسی کو ممکن بنائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (النساء: 58) بے شک اللہ تعالی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے مالکوں کی طرف لوٹاؤ۔ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر قرض لینے والے کے پاس قرض کی واپسی کا انتظام ہے، اس کے باوجود وہ ٹال مٹول کر رہا ہے، قرض واپس نہیں کر رہا ہے، تو وہ ظالم ہے۔ (مَطل الغنی ظلم) غنی اور مالدار کا ٹال مٹول ظلم ہے۔ (بخاری، باب مطل الغنی ظلم، 2270)

قرض کی واپسی کے اسباب مہیا نہ کرنا گناہ کبیرہ: بعض حضرات اس سلسلہ میں بہت لاپرواہی سے کام لیتے ہیں، قرض لینے کے بعد ادائیگی کی کوئی فکر ان کو نہیں رہتی؛ ایسے لوگوں کے بارے میں نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بہت سخت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے لوگوں کا مال لیا اور وہ ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالی اس کی طرف سے ادا کردیتے ہیں۔ اور جو دوسرے کا مال ہلاک کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردیتے ہیں۔ یعنی اس شخص کو اور اس کے مال کو ہلاک کردیتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی پوری زندگی قرض واپس نہیں کیا اور نہ اس کی واپسی کے اسباب مہیا کیے کہ اتنے میں دنیا سے اس کے جانے کا وقت آگیا، تو ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: إنَّ أعظم الذنوب عند الله يلقاه بها عبده بعد الكبائر التي نهى عنها: أن يموت رجل وعليه دَين لا يدع له قضاء. (سنن أبي داؤد، 3342) اللہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان ایسی حالت میں انتقال کرے کہ اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے کوئی مال نہ چھوڑا ہو۔

قرض کی واپسی کا ارادہ نہ رکھنے والے کا اللہ کے یہاں چوروں میں شمار: بعض لوگ قرض لے کر واپس نہیں کرتے، بلکہ واپس نہ کرنے کی نیت کر لیتے ہیں، ایسے لوگ بہت بدترین اور بدنصیب ہوتے ہیں، ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگ اللہ کے یہاں چوروں کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں۔ قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: أيما رجل يدين دينًا، وهو مجمع ألَّا يوفيه إياه، لقي الله سارقًا. (جامع المسانید والسنن، 5362) جس شخص نے قرض لیا اور واپس نہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اللہ سے چور ہونے کی حالت میں ملے گا۔ ہماری بے راہ روی اور سودی قرض کی لعنت، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرض کے لین دین اور اس کی واپسی میں ہماری اس بے راہ روی، نیت کی خرابی اور ظلم وزیادتی کی وجہ سے ہی ہم پر سودی قرض (Loan) کی لعنت مسلط کی گئی ہے، جس میں ہمارا معاشرہ بری طرح سے جکڑا ہوا ہے، چنانچہ کہیں بینک کا سود ہے، تو کہیں رہن کا سود ہے اور کہیں فائنسر کا سود ہے، ہر چہار طرف سے سود کی لعنت میں ہمارا معاشرہ ڈوبا ہوا ہے، جس کی وجہ سے اس معاشرہ میں کوئی ڈپریشن کا شکار ہو رہا ہے، تو کوئی اقدام خودکشی کر رہا ہے۔ اللہ تعالی اس لعنت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ لہٰذا ہمیں جہاں معاشرے میں پریشان حال لوگوں کی مدد کرنی چاہیے، ضرورت کے موقع پر قرض یا کسی صورت سے ان کا تعاون کرنا چاہیے، انتظام نہ ہونے کی شکل میں قرض کی واپسی میں سختی سے کام نہیں لینا چاہیے، وہیں قرض لینے والے کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد قرض واپس کرنے کی فکر میں رہے، بلاضرورت ٹال مٹول نہ کرے؛ بلکہ اچھے انداز سے قرض واپس کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی سے تیس یا چالیس ہزار قرض لیے تھے، پھر جب حنین سے واپس تشریف لائے تو قرض واپس فرمایا اور انہیں دعائیں بھی دیں اور فرمایا کہ قرض کا بدلہ یہ ہے کہ پورے طور پر اسے ادا کیا جائے اور قرض دینے والے کی تعریف بھی کی جائے۔ ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دینے والے کو اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ واپس دیتے ہوئے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اچھے انداز سے قرض ادا کرے۔ اے کاش کہ ہم بھی ان بہترین تعلیمات پر عمل کرکے ایک پرسکون معاشرہ کی تشکیل میں اپنے حصہ کا کردار ادا کرتے۔!

Scanned with CamScanner

تعلیمی پسماندگی کیسے دور کریں

ڈاکٹر فہیم الدین احمد

تعلیمی پسماندگی کے اس پر آشوب دور میں بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اوران کے روشن مستقبل کے حوالے سے غور وفکر کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ جہاں آج پوری دنیا تعلیم و تعلم کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کررہی ہیں، وہیں مسلمانوں کی شرح خواندگی کی رپورٹ دیکھ کردل خون کے آنسو روتا ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق تعلیم میں ''جین'' مذہب سب سے ترقی یافتہ ہے جب کہ قوم مسلم تمام مذاہب میں سب سے پسماندہ ہے، یہاں تک کہ دلت قوم بھی تعلیم میں مسلمانوں سے آگے ہے۔ قوم مسلم میں ۴۲ فی صد یعنی ایک سو میں بیالیس لوگوں نے کالج کا منہ تک نہیں دیکھا۔ سب سے کم تعداد اسکولوں میں داخلہ لینے والے مسلم بچوں کی ہے اور سب سے زیادہ بیچ میں پڑھائی چھوڑنے والے بھی مسلمانوں کے ہی بچے ہیں۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ایک سو مسلم بچوں میں صرف پانچ بچے ہی گریجویشن مکمل کرپاتے ہیں۔ 513 اعلیٰ پی، ایچ، ڈی میں صرف ایک مسلم ہوتا ہے۔ جس قوم کے اندر اتنی تعداد میں لوگ ناخواندگی کی زندگی بسر کررہی ہوتو وہ قوم دنیا میں کس طرح بلند مقام حاصل کرسکتی ہے؟

تجزیہ کے بعد مسلم قوم کی اس پسماندگی کے پیچھے درج ذیل چند خاص اسباب نظر آتے ہیں۔ اصل وجہ والدین کی ناداری و مفلسی ہے جو اپنے بچوں کے تعلیمی اخراجات پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ حکومتی غیر معیاری تعلیم کی وجہ سے عوام کا اعتماد پرائیویٹ اسکولوں پر ہوتا ہے۔ مفلس اور نادار طبقہ اپنے بچوں کو معیاری اسکولوں میں نہیں پڑھا سکتا۔ بلکہ والدین گھریلو بجٹ پورا کرنے کے لیے بچوں کو نوکری پر لگا دیتے ہیں۔ مستزاد یہ کہ عوام کے پیش نظر تعلیم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ دوسری اہم وجہ ماں باپ کا ناخواندہ ہونا ہے۔ انھیں معلوم ہی نہیں کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کیسے اور کہاں تک کرائیں؟ تعلیمی حوالہ سے ان بچوں کو کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔ نتیجتاً ایسے بچوں کا مستقبل خراب ہوجاتا ہے۔ ایک بڑی پریشانی کا سامنا یہ ہے کہ اگر بچوں کو مدرسے میں داخل کرواتے ہیں تو دنیا کی تعلیم سے محروم ہوجاتے ہیں اور اگر اسکول میں داخلہ دلاتے ہیں تو وہ دین کی تعلیم، نماز وطہارت وغیرہ اور زندگی کے اہم مسائل میں شرعی رہنمائی سے ناواقف رہ جاتے ہیں۔ حد تو یہ ہے ماں باپ گزر جائیں تو انہیں نماز جنازہ تک پڑھنا نہیں آتا۔ بس لوگوں کو دیکھ کر فرض اتارتے ہیں۔

لہٰذا ہر جگہ ایک ایسی تنظیم (Organization) کی سخت ضرورت ہے جو باہمی امداد کے تصور کے تحت معاشرے کے خوشحال طبقے کے ساتھ مل کر معاشرے کے پسماندہ افراد کی مدد کرکے خصوصاً انھیں جہالت، بیماری، غربت، بے روزگاری، محرومی اور قدرتی آفات و بلیات سے نکال کر خوش حال زندگی کی راہ پر گامزن کرے۔ جس کی پہلی ترجیح سب کے لیے تعلیم "Education For All" کے نعرہ کے ساتھ علاقہ بھر میں ایک عظیم تعلیمی انقلاب کے لیے کام کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر جگہ ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو صحیح دینی و دنیاوی تعلیم کے ذریعے قوم کے نونہالوں کے مستقبل کو سنوارے جو درج ذیل خصوصیات کا حامل ہو۔

ایک استاذ کے تحت صرف بیس سے پچیس بچے ہوتے ہیں تاکہ اچھی طرح بچوں کو پڑھایا جاسکے۔ پانچ چھ سال تک کے بچوں کو ایک سال کے اندر قاعدہ سے ناظرۂ قرآن تک کی مکمل تعلیم مکمل کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ نرسری، ۔ایل کے جی اور یو کے جی کی پوری تعلیم دی جائے۔ ناظرۂ قرآن کے بعد جب بچہ حفظ کی کلاس میں داخل ہوتو ایک سال میں 10 پارے حفظ کرانے کا ہدف حاصل کیا جائے۔ حفظ مکمل کرنے تک اردو و نقل واملا، اہم احادیث و دعائیں حفظ کرانا، فرائض غسل و وضو اور اس کا عملی طریقہ، مکمل نماز، سلام و مصافحہ و معانقہ، کھانے پینے، سونے جاگنے، ماں باپ، بھائی بہن کے آداب، پڑوسی اور چھوٹوں بڑوں کے ساتھ حسن سلوک، اس طرح کے دیگر روزمرہ مسائل سے متعلق اہم تعلیمات سکھلائی جائیں۔ نیز تحریری وتقریری صلاحیت پیدا کی جائے۔ ساتھ ہی انگلش، ہندی اور حساب بھی لازماً سکھایا جائے۔ یوں ان شاءاللہ پانچ سال کے اندر اندر گیارہ بارہ سال کی عمر تک بچہ حفظ مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ پانچویں کلاس تک کی تعلیم بھی مکمل کرلے گا۔

اب آگے بچہ کہاں اور کس ادارے میں پڑھے؟ بچے کی ذہنی وسعت اور دلچسپی کے مطابق اسے بہترین عالم و مفتی یا ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر وغیرہ اعلیٰ تعلیم کے لیے بڑی بڑی دانش گاہوں اور جامعات میں داخلہ کے وسائل فراہم کیے جائیں۔ اگر کوئی بچہ غریب گھر سے تعلق رکھتا ہے تو حتی الوسع اس کی تعلیم و تربیت کے اخراجات علاقائی تنظیم برداشت کرے۔

نیز وہ علاقائی تنظیموں کے تحت گاؤں دیہات کے مکاتب و مدارس کا جائزہ لے کر صحیح تعلیمی نظام و نصاب کے نفاذ کی کوشش کی جائے۔ بہت سے بچے غریبی اور بہت سے امیروں کے بچے بھی غفلت کے سبب اسکول نہیں جاتے۔ لہٰذا ہر گاؤں میں تعلیمی بیداری کے لیے (Parents Workshop) کا اہتمام کیا جائے جس میں والدین سے ملاقات کرکے ان کے بچوں کے روشن مستقبل اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت کے حوالے سے گفت وشنید کی جائے و نیز ان بچوں کو پرائمری اسکولوں یا خواندگی سنٹر میں داخل کرانے کے لیے ان کے ماں باپ کو شعور دلایا جائے۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں جو کسی وجہ سے دین کا علم حاصل نہ کرسکے ہوں ان کے لیے گاؤں گاؤں میں خصوصی پروگرامز منعقد کیے جائیں۔

صحبت صالح کا اثر انسانی زندگی پر

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

یہ انسانی فطرت بھی ہے اور اس کا ذوق ومزاج بھی کہ وہ طبعاً کسی ایسے کام پر آمادہ نہیں ہوتا جو اسے نقصان سے دوچار کردے۔ اس کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ جو کام بھی کرے نفع بخش اور سودمند ہو، ہاں کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ عجلت یا ناواقفیت کی بنیاد پر کوئی ایسا کام کر بیٹھے جو سراسر گھاٹے کا ہو اور بسا اوقات تمام تر دور اندیشیوں اور معاملہ فہمیوں کے باوجود وہ ایسے امور انجام دے بیٹھتا ہے جو اس کی مالی حیثیت اور عزت و وقار کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ خواہش اس کی نہیں ہوتی نہ وہ ایسا ارادہ رکھتا ہے اور نہ کوئی گوشہ ایسا چھوڑنا چاہتا ہے جہاں سے اسے نقصان پہنچے مگر پھر بھی آدمی، آدمی ہی ہے، تمام تر سوجھ بوجھ اور دانش مندیوں کے ایسے افعال بھی اس سے صادر ہوجاتے ہیں جو اسے گھاٹے کی طرف لے جاتے ہیں۔ تجارت ہو، کاروبار ہو، ملازمت ہو یا معاش کے دوسرے ذرائع سب میں وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا ہے اور سوچ سمجھ کر کام پورے کرتا ہے۔ یہ تو انسانی فطرت تھی، اب ماحول کی طرف آیئے، جس ماحول میں آدمی رہتا ہے، اس ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جن لوگوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے ان کی عادات و اخلاق کو غیر ارادی طور پر اختیار کرلیتا ہے بلکہ ان کی سوچ اور فکر بھی اس کے دل و دماغ پر قبضہ جمالیتی ہے، اس کی اپنی صلاحیتیں کندہ ہوجاتی ہیں اور فکر کے سوتے خشک ہوجاتے ہیں، یہ تو ایک طے شدہ امر ہے کہ آدمی جیسی صحبت اختیار کرے گا، ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے۔ نیک لوگوں کے پاس بیٹھے گا تو نیکیوں کا غلبہ ہوگا، برے لوگوں کے پاس بیٹھے گا تو برائیوں سے مغلوب ہوگا۔

اس لئے جن کو اللہ نے صالح فکر سے نوازا ہے وہ کبھی بھی ایسی سمت میں نہیں جاتے اور نہ ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتے ہیں، جہاں سے ان میں بری عادتیں پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ اچھے لوگوں کے قریب رہ کر ان کی عادتیں اور کردار کی خوبیاں اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب ان کو موقع ملتا ہے تو نیک اور اللہ والوں کے پاس جاتے اور کچھ وقت گزارتے ہیں۔ قرآن کریم نے خود اچھے لوگوں کے پاس بیٹھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ توبہ 119) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں ان کے ساتھ رہو۔'' جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور جو اس کی آیات اور احکامات پر عمل کررہے ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ ان کا ایمان بھی مضبوط ہوگا اور عمل کا جذبہ بھی شدید ہوگا۔ وہ لوگ جو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے اور اس کی قدرت کاملہ کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس آنا جانا نہیں کرنا چاہئے۔ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے کے فوائد یقیناً سامنے آئیں گے، ایمان تازہ ہوگا، حلال و حرام کی تمیز پیدا ہوگی، کردار پاکیزہ بنے گا، ظاہری حالت میں بھی تبدیلی آئے گی، باطن بھی انقلابی کیفیت سے گزرے گا، خوف خداوندی پیدا ہوگا، بغاوت سے دوری ہوگی، غیبت، چغل خوری، عیب جوئی، بدکلامی، بدزبانی، بیہودہ گفتگو، لایعنی باتیں کرنے سے آدمی محفوظ رہے گا۔ اس کی زبان پر اللہ اور اس کے رسول کا نام رہے گا، ان کے ذکر اور فکر سے زندگی کی رونقیں اور بشاشتیں باقی رہیں گی، اس سلسلے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں، ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے؟ اب یہ (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص پاس بیٹھنے کے لئے سب سے اچھا ہے کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلادے اور اس کا بولنا تمہارے علم (دین) ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی یاد دلادے۔ (رواہ أبویعلی الموصلی)

خدا کی اس زمین پر ایسے بندوں کی کمی نہیں ہے کہ جن کے چہروں پر اگر نظر پڑتی ہے تو بلا شبہ اللہ کی یاد آتی ہے اور جب وہ بولتے ہیں تو علم کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے دکھائی دیتے ہیں اور ان کے عمل کو دیکھنے کے بعد انسان کو آخرت کی یاد آتی ہے۔ منشاء رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا یہ ہے کہ محبت ایسے لوگوں کی اختیار کی جائے جو نیک طبع، نیک خیال، نیک خو، نیک عادت اور نیک کردار ہوں، جب ان کے پاس اٹھا بیٹھا جائے گا تو اس کا فائدہ بھی یقیناً ہماری زندگی میں دیکھا اور محسوس کیا جائے گا۔ یہ وہ علامتیں ہیں جو حدیث میں بیان کی گئیں۔ دیگر احادیث میں بھی اللہ کے ان بزرگ و برتر انسانوں کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه – قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَثَل الجليس الصَّالِحِ والجَليس السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ، وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ، أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحاً خَبِيثَةً (متفق علیہ) ''حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہم نشین اور بدہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لئے ہوئے ہو (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بدصحبت کی) سو وہ مشک والا تو تجھ کو دیدے گا اور یا (اگر نہ بھی دیا تو) اس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جاوے گی اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جب لادے گا (اگر کوئی چنگاری آپڑی) اور یا اگر اس سے بھی بچ گیا تو اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جاوے گی۔'' مراد یہ ہے کہ نیک آدمی کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے اگر کامل فائدہ بھی نہ ہوا تو کچھ نہ کچھ تو فائدہ حاصل ہوگا ہی اور برے آدمی کی ہم نشینی اختیار کرنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ عن أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا. (صحیح ابن حبان) ''حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرمائے تھے کسی کی صحبت اختیار مت کرو بجز ایمان والے کے۔''

اس حدیث کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ کافر کے پاس مت بیٹھو اور دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس نہ جاؤ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو۔ مومن کے پاس جانے سے مومنانہ افکار پیدا ہوں گے، کافر کے پاس نشست کرنے سے خدانخواستہ برے خیالات اور وساوس دل میں جگہ بنالیں گے۔ حضرت ابورزین سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرسکتے ہو۔ ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑلو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیرے) اللہ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھو۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

غزہ پر صرف فلسطینی عوام کی حکومت ہوگی: حماس

وائٹ ہاؤس کے قومی سلامتی کے مشیر جیک سلیوان نے کہا ہے کہ واشنگٹن ہسپتالوں میں بندوق کی لڑائیاں نہیں دیکھنا چاہتا، امریکی سی بی ایس کے ساتھ ایک انٹرویو میں جیک سلیوان نے کہا کہ واشنگٹن اسرائیل اور قطر کے درمیان قیدیوں کے حوالے سے مذاکرات میں شامل ہے، انہوں نے غزہ میں حکمرانی کی بات کرتے ہوئے کہا کہ 7ر اکتوبر سے پہلے کی بات چیت میں واپس آنا ممکن نہیں ہے، سلیوان نے کہا کہ انہیں یہ فیصلہ فلسطینی عوام پر چھوڑ دینا چاہیے کہ ان کی مستقبل کی حکمرانی کیسی ہوگی، وائٹ ہاؤس کے قومی سلامتی کے مشیر نے مزید کہا ''ہم آج امریکیوں کو غزہ سے نکال دیں گے'' جیک سلیوان کے بیان کے جواب میں حماس رہنما اسامہ حمدان نے اتوار کو کہا کہ غزہ پر صرف اس کے عوام کی حکومت ہوگی، وہاں فلسطینیوں کے علاوہ کوئی سیاسی یا سکیورٹی اتھارٹی نہیں ہوگی (ایجنسی)

جو بائیڈن کے خلاف غزہ پر اسرائیل کی نسل کشی میں ملوث ہونے کا مقدمہ دائر

امریکہ میں انسانی حقوق کے ایک گروپ نے صدر جو بائیڈن اور ان کی کابینہ کے دو ارکان کے خلاف غزہ میں اسرائیلی حکومت کی نسل کشی کو روکنے میں ناکامی اور اس میں ملوث ہونے پر مقدمہ دائر کردیا ہے، شہری آزادیوں کے گروپ کی ویب سائٹ پر ایک بیان کے مطابق نیو یارک میں قائم مرکز برائے آئینی حقوق (سی سی آر) نے فلسطینی انسانی حقوق کی تنظیموں اور غزہ اور امریکہ کے فلسطینیوں کی جانب سے تینوں اہلکاروں کے خلاف مقدمہ دائر کیا، بائیڈن، سکریٹری خارجہ انٹونی بلنکن اور سکریٹری دفاع لائڈ آسٹن کیخلاف وفاقی شکایت میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے غزہ میں فلسطینی عوام کی نسل کشی کو روکنے میں نہ صرف ناکام رہے ہیں بلکہ اسرائیلی حکومت کو غیر مشروط فوجی اور سفارتی حمایت فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رکھ کر، فوجی حکمت عملی پر قریبی رابطہ کاری اور اسرائیل کی بے دریغ اور بے مثال بمباری مہم اور غزہ کا مکمل محاصرہ روکنے کے لیے بین الاقوامی برادری کی کوششوں کو کمزور کرکے سنگین جرائم کو آگے بڑھانے میں مدد فراہم کی ہے (ایجنسی)

ادلب میں روسی فوج نے کی بموں کی بارش، 34 جنگجو ہلاک، کئی درجن افراد زخمی

ایک طرف غزہ میں حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ جاری ہے، دوسری طرف روسی افواج نے شام کے ادلب گورنریٹ میں ہوائی حملہ کردیا ہے، میڈیا رپورٹس کے مطابق اس حملے میں غیر قانونی مسلح گروپوں کے 34 جنگجو ہلاک ہوگئے ہیں جب کہ تقریباً 5 درجن افراد زخمی ہوئے ہیں، بتایا جاتا ہے کہ غیر قانونی مسلح گروپ کے جنگجو شامی حکومتی فوجیوں کے ٹھکانوں پر گولی باری میں شامل تھے اور اسی کے جواب میں روس نے کارروائی کرتے ہوئے ان جنگجوؤں کو موت کی نیند سلا دی، روسی نیوز ایجنسی انٹرفیکس نے شام کے لیے روسی سنٹر کے ڈپٹی چیف کا حوالہ دیتے ہوئے 12 رنومبر کی دیر شب حملے کی رپورٹ دی، انٹرفیکس نے ہفتہ کے حملے سے متعلق کہا کہ روسی ایئرواسپیس فورسز نے ادلب علاقہ میں حملے کو انجام دیا (ایجنسی)

اسرائیل کو 100 ملین ڈالر امداد دینے پر گورنر کے خلاف تاریخی مظاہرہ

امریکی ریاست ٹیکساس کے شہریوں نے گورنر گریگ ایبٹ کی جانب سے اسرائیل کو 100 ملین ڈالر امداد دینے کے خلاف ریاست کی کیپٹل بلڈنگ کے باہر تاریخی مظاہرہ کیا، اس مظاہرے سے ٹیکساس کے باسیوں نے ریاست میں ایک تاریخ رقم کرتے ہوئے گورنر ٹیکساس سمیت منتخب نمائندوں کو یہ پیغام دیا کہ امت مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے، اس کا عملی مظاہرہ ریاست ٹیکساس کے شہر اور دار الخلافہ آسٹن کے کیپٹل ہل میں دیکھا گیا، اس مظاہرے میں آسٹن کے قرب وجوار کے شہروں سین انٹونیو، ڈیلس، ویکو اور ہیوسٹن سے لے کر دور دراز تک کے شہروں اور پڑوس کی ریاستوں سے بھی مظاہرین نے شرکت کی اور گورنر گریگ ایبٹ کی طرف سے اسرائیل کو دی گئی امداد پر اظہار ناراضی کرتے ہوئے احتجاجی مظاہرہ میں بھرپور حصہ لیا، ریاست ٹیکساس کی تاریخ میں ہونے والا یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا جو اتنا وسیع اور بھرپور تھا کہ اسرائیلی پالیسی کے حامی مقامی میڈیا بھی مظاہرے کی کوریج کرنے پر مجبور ہوگیا (ایجنسی)

دنیا کی دوسری مہنگی ترین نیلامی، 61 برس پرانی فیراری پانچ کروڑ ڈالر میں فروخت

نیو یارک کے ایک نیلام گھر میں 61 برس پرانی فیراری کار پانچ کروڑ 17 لاکھ ڈالر کی خطیر رقم کے عوض فروخت ہوئی ہے، خبر رساں ادارے اے ایف پی نے نیلام گھر کے لگژری کاروں سے متعلق ذیلی ادارے آر ایم سوتھبے کے حوالے سے بتایا کہ یہ نیلامی میں فروخت ہونے والی دنیا کی دوسری مہنگی ترین کار ہے، نیلام گھر نے بتایا کہ پیر کو فروخت ہونے والی یہ کار پچھلے 38 ربرس سے ایک امریکی کولیکٹر کی ملکیت تھی اور اس کی نیلامی کی قیمت مرسیڈیز 300 ایس ایل آر اوہلن ہاٹ کوپ سے زیادہ تھی جو 2022 میں 135 ملین یورو میں تھی، آج کی شرح مبادلہ کے مطابق اس کی قیمت 14 کروڑ 40 لاکھ ڈالر کے برابر ہے، یہ فیراری GTO250 پیر کی شام چند منٹ کی بولی کے بعد فروخت ہوگئی، تاہم آر ایم سوتھبے کو توقع تھی کہ یہ 6 کروڑ ڈالر میں فروخت ہوجائے گی، کمپنی نے اس گاڑی کی بولی جیتنے والے شخص کی شناخت ظاہر نہیں کی ہے 1962 میں لانچ کی گئی اس تاریخی سکوڈیریا اسپورٹس کار کا چیسس نمبر 3765 اور اس کا انجن 390 ہارس پاور ہے- جرمن نوربرگنگ سرکٹ پر ایک ہزار کلومیٹر کی ریس کے ساتھ ساتھ لی مینز کی 24 گھنٹے والی ریس میں بھی یہ دوسرے نمبر پر آئی تھی، اٹلی اور سسلی میں کئی برس تک ریسوں میں شامل ہونے کے بعد یہ کار 1960 کی دہائی کے آخر میں امریکہ برآمد کی گئی، بعد ازاں مرمت اور کچھ تبدیلیوں کے ساتھ یہ گاڑی یکے بعد دیگرے کئی افراد کی ملکیت رہی اور بالآخر 1985 میں اوہائیو کے ایک 'شوق رکھنے والے کولیکٹر' کے ہاتھوں میں پہنچی۔ اور اب یہ پیر کو نئے مالک کے پاس جا چکی ہے (ایجنسی)

تعلیم وروزگار

6ویں سے 12ویں تک سوشل سائنس کے نصاب میں ہوگی تبدیلی، این سی ای آر ٹی کمیٹی قائم

انڈیا کی نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) نے اسکولی تعلیم میں ایک اہم تبدیلی کا آغاز کیا ہے، نیشنل سلیبس اینڈ ٹیچنگ لرننگ میٹریل کمیٹی (این ایس ٹی سی) کے تحت مشیل ڈنینو کی سربراہی میں 35 رکنی کمیٹی قائم کی گئی ہے، یہ کمیٹی کلاس 6 سے 12 کے لیے سوشل سائنس کے نصاب کو از سر نو ترتیب دینے پر کام کرے گی، این سی ای آر ٹی کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق نیشنل کریکولم فریم ورک برائے اسکول ایجوکیشن (این سی ایف ایس ای) اگست میں جاری کیا گیا تھا، این سی ایف-ایس سی ملک بھر میں اسکولی تعلیم کے لیے نصاب اور نصابی کتب کی تیاری کے لیے رہنما کے طور پر کام کرے گا، این ایس ٹی سی کے تحت کریکولم ایریا گروپس موضوع کے لحاظ سے نصاب اور ٹیچنگ لرننگ میٹریل (ٹی ایل ایم) تیار کریں گے، جس میں نصابی کتابیں بھی شامل ہوں گی، اس کے تحت سماجی علوم (تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، سماجیات اور نفسیات) کے لیے ایک نصابی ایریا گروپ تشکیل دیا گیا ہے، یہ گروپ، اکنامکس گروپ کے ساتھ مل کر، چھٹی سے بارہویں جماعت کے لیے سماجی سائنس کا نصاب اور اساتذہ کا تدریسی مواد تیار کرے گا، یہ گروپ ابتدائی طور پر تین زبانوں ہندی، انگریزی اور اردو میں اساتذہ کا تدریسی مواد تیار کرے گا، اس کا بعد میں دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جائے گا، این سی ای آر ٹی نے اس گروپ کو مختلف کاموں کے لیے ایک آخری تاریخ بھی دی ہے، اس کے مطابق کتابوں کا پہلا مسودہ، اساتذہ کا تدریسی مواد، ورک بک وغیرہ اگلے سال 20 رجنوری تک تیار ہو جانا چاہیے، اسی طرح فائنل ڈرافٹ کے لیے 10 رفروری کی تاریخ مقرر کی گئی ہے، اساتذہ کے لیے 'ہینڈ بک' 25 فروری تک تیار کرنا ہوگی۔

ہریانہ کے پرائیویٹ سیکٹر میں مقامی لوگوں کیلئے 75 فیصد ریزرویشن کا قانون مسترد

ہریانہ میں پرائیویٹ سیکٹر میں ریاست کے لوگوں کے لیے 75 فیصد ریزرویشن کے قانون کو پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ نے مسترد کردیا ہے، صنعتی مالکان نے ہریانہ حکومت کے اس قانون پر سوالات اٹھائے تھے جس کے بعد جسٹس جی ایس سندھاوالیا اور جسٹس ہرپریت کور جیون نے ہائی کورٹ میں یہ فیصلہ دیا، کیس کی سماعت ایک ماہ قبل مکمل ہوئی تھی، عدالت نے فیصلہ محفوظ کیا تھا، عدالت نے جمعہ (17 نومبر) کو اپنا فیصلہ سنایا، ہائی کورٹ نے اس سے قبل مارچ 2022 میں اس قانون سے متعلق اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا تھا، تب ہائی کورٹ نے اس قانون کے حق میں اور خلاف تمام دلائل سنے تھے، جس کے بعد اس نے اپریل 2023ء میں دوبارہ اس کی سماعت شروع کی، ہریانہ حکومت نے مقامی امیدواروں کا اسٹیٹ ایمپلائمنٹ ایکٹ 2020 نافذ کیا تھا، ہریانہ حکومت نے نومبر 2020 میں اسمبلی میں اس بل کو پاس کیا تھا، گورنر نے مارچ 2021 میں اس بل پر دستخط کیے تھے، اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہریانہ کے نوجوانوں کو ایسے تمام نجی اداروں بشمول پرائیویٹ کمپنیوں، سوسائٹیوں، ٹرسٹوں، پارٹنر شپ فرموں میں ملازمتوں میں 75 فیصد ریزرویشن دیا جائے گا، اس ایکٹ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ یہ ریزرویشن صرف ان پرائیویٹ اداروں پر لاگو ہوگا جہاں 10 یا اس سے زیادہ لوگ ملازم ہیں۔ نیز ان کی تنخواہ 30 ہزار روپے ماہانہ سے کم ہونی چاہیے، اس سلسلے میں 6 نومبر 2021 کو لیبر ڈیپارٹمنٹ نے ایک نوٹیفکیشن بھی جاری کیا تھا کہ ہریانہ میں نئی اور پرانی فیکٹریوں، اداروں وغیرہ میں ہریانہ کے مقامی باشندوں کو 75 فیصد نوکریاں دینی ہوں گی، اس معاملے میں فرید آباد اور گروگرام کی صنعتی تنظیموں نے ہائی کورٹ میں اس قانون پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تھا، جب اس قانون کے خلاف اپیل ہوئی تو ہائی کورٹ نے فروری 2022 میں اس پر پابندی لگا دی تھی، ہریانہ حکومت نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی۔ سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کا حکم کالعدم قرار دیتے ہوئے 4 ہفتوں میں اس پر فیصلہ کرنے کو کہا، اس معاملہ میں یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ جب تک ہریانہ کے اس قانون کی آئینی جواز کے بارے میں ہائی کورٹ کا فیصلہ نہیں آتا، حکومت اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں کوئی کارروائی نہیں کرسکتی۔ (ایجنسی)

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

داخلہ نوٹس

جو طالب علم انٹر Physics,Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں۔ پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار سے مستقل منظور شدہ ہے۔ پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں چند سیٹیں دستیاب ہیں۔ خواہش مند طلبہ پارامیڈیکل کے دفتر سے مبلغ -/700 روپیہ جمع کر کے داخلہ فارم لے کر داخلہ کرا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں:

8873771070,99053554331,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی (نائب امیر شریعت) — سید نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر) — ڈاکٹر فضیل احمد (پرنسپل)

Scanned with CamScanner

ہندوستان کے موجودہ حالات میں مسلمانوں کی ذہن سازی

مولانا ڈاکٹر ظہیر احمد راھی

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس کی علمی وتاریخی اہمیت وافادیت عالمی برادری کے لئے عموماً اور براعظم ایشیا کے لئے خصوصاً ہر دور میں مسلم شدہ رہی ہے، ہندوستان عہد نبوی میں بھی خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''مجھے ہندوستان سے ربانی خوشبو آتی ہے'' یہ اس لئے جب حضرت آدم علیہ السلام بحکم خداوندی'' اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ'' (اعراف:۲۴) جنت سے دنیا میں اتارے گئے تو آپ کا نزول بعض تاریخی روایات کے مطابق سرندیپ یعنی سری لنکا'' کی پہاڑی پر ہوا، جہاں آج تک آپ کے نشانِ قدم چٹان پر موجود ہیں اور اس کی زیارت کے لئے دور دراز علاقوں سے عقیدت مند آتے رہتے ہیں اور یہ عمل صدیوں سے جاری ہے، یہ مسلم حقیقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں سری لنکا، ہندوستان سے ملحق ومتصل اور اس کا ایک اٹوٹ حصہ تھا جو ایک زبردست وشدید ترین زلزلے کے بعد ٹوٹ پھوٹ کر جزیرہ کی شکل اختیار کر گیا، بقول مولانا سید سلیمان ندوی، حدیثوں اور تفسیروں میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ ہے، وہاں متعدد روایتوں سے یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جب آسمان کی جنت سے نکالے گئے تو وہ اس زمین کی جنت میں جس کا نام ہندوستان جنت نشان ہے، اتارے گئے (ص:۱، اعرب وہند کے تعلقات) یہ حضرت ابوالبشرؑ جس وقت ارض ہند کے طول وعرض پر اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے، اس وقت آپ کی پیشانی پر جلوہ گر نور محمدیؐ کی کرنیں سرزمین ہند کے رخ زیبا کو اپنے بوسوں سے منور ومعطر کرتی رہی ہوں گی، یہی وجہ ہے کی آپؐ کے قلب اطہر میں اس کی الفت جاگزیں ہوگئی، بقول شاعر:

اتانی ھواھا قبل ان اعرب الھوی فصادف قلبی خالیا فتمکن

یعنی اس کی محبت اس وقت سے ہے جبکہ مجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ محبت کیا ہے، میں صرف اس قدر جانتا ہوں کہ جب دل کو اس نے خالی پایا تو فوراً اس نے دل پر اپنا قبضہ جمالیا، ہند کی سرزمین سے اس اولین محبت کی تاثیر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں رچی بسی خوشبو سے ظاہر ہونے کے علاوہ آپؐ کی ان توجہات سے بھی محسوس کی جاسکتی ہے کہ جب بھی ہندوستان کی فضا ضلالت وظلمت سے آلودہ ہوکر حیات انسانی کے لئے سم قاتل بنی، آپؐ کا فرمان عرب وعجم کے مختلف اولیاء اللہ کو پہنچا کہ جاؤ! ملک ہند کے فلاں فلاں شہر پہنچو اور وہاں توحید ورسالت کا نظام عدل وانصاف قائم کرو، تاکہ اس سرزمین کی تقدیس وتنویر پھر بحال ہوجائے، اس کی سینکڑوں مثالیں بزرگان دین کے سوانحی نگارشات اور تاریخی واقعات میں بآسانی مل جاتی ہیں، اس ضمن میں مشہور دانشور ومحقق علامہ آزاد بلگرامی کا بیان قابل توجہ ہے کہ جب آدمؑ سب سے پہلے ہندوستان اترے اور یہاں ان پر وحی نازل ہوئی تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ وہی ملک ہے جہاں خدا کی پہلی وحی نازل ہوئی اور چونکہ ''نور محمدی'' حضرت آدمؑ کی پیشانی میں امانت تھا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی ظہور اسی سرزمین میں ہوا، اس لئے آپؐ نے فرمایا ''مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے'' (ص:۲۹۴، مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف، ایک مطالعہ)

عہد نبویؐ کے بعد دور خلفائے راشدین میں بھی ہندوستان کی اہمیت وفضیلت کا اظہار مختلف مواقع پر ہوتا رہا ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک عرب سیاح سے ہندوستان سے متعلق اس کی رائے دریافت فرمائی تو اس نے نہایت بلیغ اسلوب میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا ''بحرھا در وجبلھا یاقوت وشجرھا عطر'' (ص:۵، عرب وہند کے تعلقات) یعنی دریا موتیوں سے پُر ہیں، اس کے پہاڑ لعل ویاقوت کے مخزن ہیں اور اس کے درخت عطر بیز ہیں۔

اس تمہید کا خلاصہ یہی ہے کہ ہندوستان پر جب بھی اَدبار کی گھٹائیں چھائیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین محبت کی لاج رکھتے ہوئے حیات بخش ہواؤں کے ذریعہ مطلعِ ہند کو پاک وصاف فرماتا رہا ہے، اب جبکہ گلشن ہند کی آب وہوا روز بروز مسموم ہوتی جارہی ہے اور اس کے مالی اور اس کے محافظ جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے اس چمن کی آبیاری کی تھی اور اپنا تن من دھن تج کر نہ صرف اسے پروان چڑھایا تھا، بلکہ اس کی عزت وحرمت کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کی تھیں، آج انہیں مشتبہ اور مخالف قرار دیا جارہا ہے اور مختلف طریقوں سے انہیں تنگ اور ننگ کیا جارہا ہے تاکہ وہ اس لہلہاتے باغ کے گل وثمر سے محروم رہیں حتی کہ اس سرسبز وشاداب گلستان کے سائے سے بھی دور ہوجائیں، ایسے شدید ابتلاء کے وقت میں ایسی سخت آزمائش کی گھڑی میں مسلمان قوم اجتماعی طور پر اپنے ماضی کا جائزہ لے، اپنے حال کا محاسبہ کرے اور اپنے مستقبل کے لئے صحیح ومفید لائحہ عمل متعین کرے۔

راقم کی رائے میں ماضی کے سبق آموز اوراقِ پارینہ سے عبرت حاصل کرنا جس قدر ضروری ہے، اس سے کہیں زیادہ اپنی موجودہ حالت پر تدبر وتفکر اور بحث ونظر بھی ناگزیر ہے، ورنہ ہم اپنے لئے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے مستقبل کا کوئی واضح منصوبہ بنا نہیں پائیں گے، آج کی اس مشکل صورتِ حال میں یہ حسنِ اتفاق تائید غیبی سے کم نہیں ہے کہ ''سچر کمیشن'' کی رپورٹ ہمارے لئے ان معنوں میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی ہے کہ اس میں پیش کردہ مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی اور معاشی حالت کے اعداد وشمار ہماری نیم وا آنکھوں کو پوری طرح کھولنے اور حیرت زدہ کرنے کے لئے کافی ہیں، اس ضخیم رپورٹ کا خلاصہ صرف ایک جملہ میں ادا کرنا چاہیں تو اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ''قوم مسلم غفلت وجہالت میں سب سے آگے اور تعلیم وتربیت میں سب سے پیچھے ہے'' یہ اس لئے کہ مدرسوں اور کالجوں میں مسلم طلبہ کا گراف دوسری اقوام کی بہ نسبت بے حد نیچے اور ہسپتالوں اور جیل خانوں میں انتہائی اوپر ہے، اس ایک بات سے ہماری پسماندہ حالت کی عکاسی اور قوم کی طویل علالت کی تشخیص بخوبی ہوجاتی ہے، مگر ہمیں اس بات سے مایوس اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی لاعلاج مرض تو نہیں جس کا بہانہ بنا کر مریض بدپرہیزی کرتا رہے، اس مرض کا علاج صحیح تعلیم ونیک تربیت سے بآسانی ممکن ہے، تعلیم وتربیت ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں، اس سے قوم ظاہری شفائے جسمانی کے ساتھ باطنی قوت روحانی بھی حاصل کرلیتی ہے جو دراصل اسلام کا مقصود ومدعیٰ بھی ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحیح تعلیم سے دینی ودنیاوی (عصری) دونوں طرح کی تعلیم مراد ہے، جس سے انسانیت کا نفع مقصود ہو، دینی تعلیم پر آج کل خواہ مخواہ کے اعتراضات کئے جارہے ہیں کہ عصری تقاضوں پر کھری نہیں اترتی اور ضروریات زندگی کو پورا نہیں کرتی، یہ اعتراض درحقیقت علوم دینیہ اور ان کے طریقہ تعلیم سے سراسر ناواقفیت کی بنا پر کیا جارہا ہے، چونکہ فی الوقت یہ ہمارا موضوع نہیں ہے، لہذا ہم اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ امت مسلمہ میں حاذق ڈاکٹر، ماہر انجینئر، باکمال سائنسدان، کامیاب تاجر، صائب الرائے دانشور، مخلص قائد اور صنعت وحرفت کا مرد میدان کا ہونا جس طرح ضروری ہے، اسی طرح مسلمانوں کی دینی وشرعی رہنمائی کے لئے جید علمائے ربانی کا ہونا بھی لازمی ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ ''فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ'' (توبہ:۱۲۲) (یعنی ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں انہیں ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر جائیں) ہم نے نیک تربیت کی بات اس لئے کہی ہے کہ عمدہ اخلاق اور صالح کردار کے بغیر تعلیم کا مصرف کسی بے جان مجسمے کی طرح بے کار وبے سود اور کسی نادان دوست کی مانند غیر انفع وبے فیض ہوتا ہے۔

الغرض دور ماضی میں اس صحیح تعلیم اور نیک تربیت کی فراوانی نے ہمارے بزرگوں کو مملکت علم وفن کا شہریار وتاجدار بنادیا تھا، چنانچہ ایک جانب قرآن وحدیث اور فقہ وتصوف وغیرہ علوم دینیہ کے کاملین جیسے حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ اور ان کے متقدمین ومتاخرین ہیں اور دوسری جانب فلسفہ وفلکیات اور طب وطبعیات وغیرہ علوم وفنون کے ماہرین جیسے فارابی، بوعلی سینا، بیرونی، اصفہانی، ابن ماجہ، ابن رشد، خیام، طوسی، دوانی اور ان کے سابقین ولاحقین اپنی اپنی دانش گاہوں میں داد ایجاد واجتہاد دیتے رہے ہیں، اس دور میں تعلیم ظاہری اتنی وسیع اور تربیت باطنی اس قدر وقیع تھی کہ خواص تو خواص عوام کے مختلف ومتنوع طبقات میں بھی علم وحکمت اور فکر وبصیرت کے چرچے رہتے ہیں، چناچہ اونٹوں کی چرواہوں میں نامور صحابیٔ رسول حضرت براء بن عازب انصاریؓ (متوفی ۶۱۹ء) درزیوں میں حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۷۲۸ء) کے شاگرد حضرت ابوعبداللہ صالح بن راشدؒ جوتا سازوں میں مشہور صوفی ومحدث عبداللہ بن مبارک کے شیخ حضرت خالد بن عمران الحذاء (۷۵۸ء) آٹا پیسنے والوں میں امام جرح وتعدیل یحیٰ بن سعید القطان کے شیخ حضرت خالد بن عبداللہ طحان مزنی (متوفی ۷۹۵ء) موچیوں میں امام احمد بن حنبل کے شیخ حضرت خالد بن حیان الرقی الخراز (متوفی ۸۰۶ء) دھوبیوں میں امام سفیان ثوری کے تلمیذ خاص حضرت معاویہ بن ہشام قصار (متوفی ۸۱۹ء) پارچہ فروشوں میں امام مالک کے شاگرد شام کے مشہور محدث مروان بن محمد طاطری (متوفی ۸۲۵ء) مسالہ بیچنے والوں میں امام بخاری کے شیخ حضرت حسن بن صباح بن محمد البز ار واسطی (متوفی ۸۶۳ء) مزدوروں میں امام حدیث ابوعمران موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ حمال (متوفی ۹۰۶ء) لوہاروں میں مذہب امام شافعی کے عظیم فقیہ حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن جعفر حداد (متوفی ۹۵۵ء) پارچہ بافوں میں ممتاز ومعروف محدث حافظ ابونعیم کے استاد شیخ ابوالقاسم بن یحی بن کثیر بن صالح نساج واسطی (متوفی ۹۶۱ء) صیقل گروں میں مشہور صوفی وعالم شیخ ابوغالب محمد بن غالب بن صیقل جرجانی (متوفی ۱۰۴۰ء) صابون سازوں میں شیخ الاسلام امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد صابونی (متوفی ۱۰۵۷ء) شیشہ گروں میں مشہور فقیہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر احمد بن علی زجاجی (متوفی ۱۰۹۶ء) حلوائیوں میں احناف کے امام شمس الائمہ ابومحمد عبدالعزیز بن احمد حلوائی (متوفی ۱۱۰۴ء) وغیرہ رحمہم اللہ جیسے اہل علم وفضل کی چند مثالیں تعلیم وتربیت کی وسعت ووقعت کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

اس مختصر تحریر کے آخر میں راقم الحروم مندرجہ بالا اپنی پہلی بات کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے عرض گزار ہے کہ مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں خاص کر طبقہ دانشوران کے درمیان ہندوستان کے مسلمانوں کی مفلوک الحالی اور ان کی زبوں خیالی پر قابو پانے کی تدبیروں کو موضوع بحث بنانا اور ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کے تعلق سے غور وفکر کے لئے مختلف مجالس کے انعقاد کا خیال پیدا ہونا درحقیقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہندوستان پر توجہ خاص اور نظر عنایت ونگاہ محبت کا فیض ہے، ورنہ خدا معلوم ہم کب تک خواب غفلت میں پڑے سوئے رہتے یا سرابوں کو پانی کے سرچشمے سمجھ کر سیرابی کی آس لگائے منتظر آب رسانی رہتے، علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا:

ترسم کہ تومی رانی زورق بہ سراب اندر زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر

یعنی مجھے اندیشہ ہے کہ تو اپنی زندگی کی ناؤ سرابوں میں چلانے کی سعی لاحاصل کرے گا، اس لئے کہ تیرا جنم حجابوں میں ہوا ہے اور تیری وفات بھی حجابات کی نذر ہوکے رہ جائے گی۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ ایمانی بصیرت کے آئینہ کو خوب صیقل کریں، ناامیدی اور احساس کمتری کے دلدل سے اپنے ذہن ودل اور فکر ونظر کو باہر کھینچ نکالیں، پھر اللہ رب العزت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی عملی صلاحیتوں کو اجتماعی شکل میں بروئے کار لائیں اور اپنے معاشرے کو ارشاد ربانی ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا'' (آل عمران:۱۰۳) (یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے سب مل کر تھام لو) کی جیتی جاگتی تصویر بنائیں پھر ان شاء اللہ ہمارے اس ملک کے نامساعد حالات خود بخود سنبھل جائیں گے اور اس میں بسنے اور رہنے والے مسلمانوں کا مستقبل بھی اپنے آپ سنور جائے گا، راقم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل میں نیک وصالح اقدار کا حامل بنائے۔

Scanned with CamScanner

میرے شوہر زندگی بھر سگریٹ پیتے رہے مگر کینسر جیسی موذی بیماری مجھے ہوگئی

سوامی ناتھن نتھراجن

انڈین خاتون نلنی نے اپنی ساری زندگی کبھی سگریٹ نوشی نہیں کی؛ لیکن اپنی شادی شدہ زندگی کے دوران وہ اپنے شوہر کے ساتھ مسلسل سگریٹ کے دھوئیں میں سانس لیتی رہیں اور بعدازاں انھیں پھیپھڑوں کے کینسر اور اس سے متعلقہ پیچیدگیوں کی تشخیص ہوئی، اس معاملے میں نلنی ستیہ نارائن کوئی واحد خاتون نہیں ہیں، عالمی ادارہ صحت کے مطابق غیر فعال تمباکو نوشی (یعنی وہ افراد جو خود تو براہ راست تمباکو نوشی نہیں کرتے مگر ایسے ماحول میں رہتے ہیں جہاں لوگ سگریٹ پیتے ہیں اور اس کے دھویں اور دیگر مضر اثرات سے وہ متاثر ہوتے ہیں) کی وجہ سے ہر سال 12 لاکھ افراد موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، نلنی جواب ایک 75 سالہ دادی ہیں وہ کہتی ہیں کہ ''اب صورتحال یہ ہے کہ میں اپنی ناک سے سانس نہیں لے سکتی، مجھے اپنی گردن میں ڈاکٹروں کی جانب سے کیے گئے ایک سوراخ سے سانس لینا پڑتا ہے جسے سٹوما کہتے ہیں''

نلنی نے اپنی زندگی میں کبھی سگریٹ نوشی نہیں کی لیکن وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ رہیں جو ان کی موجودگی میں 33 سال تک سگریٹ پیتے رہے، ان کے شوہر کی موت کے پانچ سال بعد سنہ 2010 میں کینسر کی تشخیص ہوئی، وہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر چین سموکر (وہ فرد جو انتہائی کثرت یا ایک کے بعد ایک سگریٹ پیتے ہیں) تھے، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ان کی سگریٹ نوشی کا مجھ پر اثر پڑے گا، میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ زیادہ تمباکو نوشی سے میرے شوہر کی صحت پر اثر پڑے گا، میں ان سے سگریٹ نوشی بند کرنے کو کہتی تھی؛ لیکن انھوں نے پوری زندگی کبھی میری بات نہیں مانی، نلنی اب جنوبی انڈیا کے معروف شہر حیدرآباد میں رہتی ہیں۔

آواز سے محرومی: ایک دن نلنی اپنی پوتی جنانی کو کہانیاں سُنا رہی تھیں کہ انھوں نے محسوس کیا کہ ان کی آواز کچھ خراب ہوگئی ہے، کچھ دنوں کے بعد وہ اس آواز سے محروم ہوگئیں جو قدرت نے انھیں عطا کی تھی اور ان کی منہ سے نکلنے والی آوازیں مشکل سے دوسروں کو سمجھ آتیں؛ کیونکہ وہ صاف نہیں بول پاتی تھیں، انھیں سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی تھی، انھیں ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا جہاں انھیں پھیپھڑوں کے کینسر کی تشخیص ہوئی، ڈاکٹروں نے ان کے لیرنکس اور تھائیرائیڈ کو نکال دیا، وہ کہتی ہیں کہ ''اب میں بول نہیں سکتی تھی، یہ بہت بُرا تھا، ڈاکٹر نے کہا کہ اپنی اصلی آواز کبھی واپس حاصل نہیں کرسکوگی۔

ہر طرف ٹیوب ہی ٹیوب تھے: جنانی کی عمر اب 15 سال ہے، وہ بتاتی ہیں کہ کیسے اس کی خوش گفتار دادی اچانک بیمار ہوگئیں، انھوں نے کہا کہ ''جب پتہ چلا کہ انھیں کینسر ہے، تو وہ ہفتوں تک گھر پر نہیں بلکہ ہسپتال میں رہیں''، 'جب وہ گھر واپس آئی تو ان کے جسم پر نالیاں ہی نالیاں (ٹیوب) لگی ہوئی تھیں، اُس وقت میں 4/سال کی تھی، ہمیں دن میں کئی بار گھر صاف کرنا پڑتا تھا، ایک نرس ان کی دیکھ بھال کے لیے موجود رہتی تھی، اس وقت اس بیماری کی سنگینی کا مجھے پتہ ہی نہیں چلا؛ لیکن میں نے ان سب چیزوں کو محسوس کیا، یہ سب بہت مایوس کن تھا۔

کینسر: نلنی کا بہتر ڈھنگ سے علاج ہوا اور وائبریشن وائس باکس کی مدد سے انھوں نے کچھ حد تک دوبارہ بات کرنا شروع کردی، وہ کہتی ہیں کہ 'مجھے اپنے شوہر کی وجہ سے کینسر ہوا ہے، وہ کہتی ہیں'' تمباکو نوشی کرنے والے زہریلے دھوئیں چھوڑتے رہتے ہیں؛ لیکن ہم جیسے لوگ جو مسلسل ان جیسے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں وہ ان زہریلے دھوئیں میں سانس لیتے ہیں۔

کینسر کا سبب بننے والے عوامل: عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ ''کسی بھی قسم کا تمباکو انسانی جسم کے لیے نقصان دہ ہے اور تمباکو کی تھوڑی مقدار بھی انسانی صحت کے لیے خطرناک ہے، عالمی ادارہ صحت کے یورپی ڈویژن آف ٹوبیکو میں کام کرنے والی انجیلا چیپا نو کہتی ہیں کہ ''سگریٹ کے دھوئیں میں 7000 سے زیادہ مختلف قسم کے کیمیکلز ہوتے ہیں جن میں سے 70 کیمیکل کینسر کا سبب بن سکتے ہیں، وہ مزید کہتی ہیں کہ ''ایک گھنٹے تک ایسے ماحول میں سانس لینا جہاں سگریٹ کا دھواں موجود ہو آپ کے دل کی خون کی شریانوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور دل کے دورے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔

بچوں میں اموات: عالمی ادارہ صحت کے اعدادوشمار کے مطابق ہر سال تقریباً 65/ہزار بچے غیر فعال یا بالواسطہ طور پر سگریٹ نوشی (یعنی ایسے ماحول میں رہنا جہاں سگریٹ کا دھواں موجود ہو) کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، وہ بچے جو بالواسطہ طور پر دھوئیں میں سانس لیتے ہیں ان کے کان میں انفیکشن ہونے کا خطرہ موجود رہتا ہے جو سماعت میں کمی یا بہرے پن کا باعث بن سکتا ہے، انجیلا کہتی ہیں: ''چھوٹے بچوں میں سانس کی شدید بیماری ہونے کا امکان 50 سے 100 فیصد زیادہ ہوتا ہے، ان میں دمہ ہونے کا زیادہ امکان بھی بڑوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

تمباکو نوشی پر پابندی: عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ تمباکو نوشی کرنے والے اور تمباکو نوشی نہ کرنے والے دونوں کا خیال ہے کہ تمباکو نوشی پر پابندی ہونی چاہیے، کسی کو اپنے یا اپنے بچوں کے قریب سگریٹ نوشی نہ کرنے دیں؛ کیونکہ صاف ہوا بنیادی انسانی حق ہے؛ لیکن تمباکو کی مصنوعات پر پابندی لگانا اتنا آسان نہیں ہے، گرینڈ ویو ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ایک تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تمباکو کی عالمی صنعت کا کاروبار 850 ارب امریکی ڈالر ہے، یہ تعداد افریقہ کی سب سے زیادہ آبادی والے ملک نائجیریا کی جی ڈی پی سے دگنا ہے؛ لیکن تمباکو کمپنیاں تمباکو نوشی پر پابندی لگانے کی کسی کوشش کو شکست دینے کی پوری کوشش کرتی ہیں اور اکثر ان کی یہ کوششیں کامیاب بھی ہوتی ہیں۔

75 سالہ نلنی اب غیر فعال تمباکو نوشی کے خطرات کے بارے میں بیداری پھیلانے کے لیے اسکولوں، کالجوں، میٹنگز اور دیگر کئی مقامات کا دورہ کرتی ہیں، اکثر وہ لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے اپنی کہانی سناتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ ''جو کچھ ہوا اس پر رونے اور پشیمانی کا اظہار کرنے سے کچھ نہیں ہونے والا تھا، اس سے میرا مسئلہ حل نہیں ہونے والا تھا، میں نے سچ کو قبول کرلیا اور مجھے اپنی بیماری کے بارے میں بات کرنے میں کبھی شرم محسوس نہیں ہوئی۔

امن وامان کے لئے انسان کی خواہش، جنگ سے بیزاری

عارف عزیز (بھوپال)

سالِ نو پر پوری دنیا میں جہاں مختلف طریقے سے خوشیاں منائی جاتی ہیں وہیں اس موقع پر عام طور سے دعا کی جاتی ہے کہ یہ کرۂ ارض امن وامان کا گہوارہ بنا رہے، یہاں جنگ وجدال نہ ہو، فتنہ وفساد سے عوام الناس محفوظ رہیں، نئے سال کو خوش آمدید کہنے والوں نے عام طور پر اپنی دعاؤں میں جنگ سے بیزاری اور امن وامان کی خواہش کا اظہار کیا تھا، ان دنوں بھی غزہ پر اسرائیل کی بم باری کے خلاف پوری دنیا میں احتجاج ہو رہا ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنگ سے نفرت انسان کی فطرت میں داخل ہے اور امن وامان کی چاہت ان کے دل میں موجزن ہے۔ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ پرامن طریقہ سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور جنگ کی بھٹی کا ایندھن کوئی بھی علاقہ بنے، اس کے وہ شدید خلاف ہیں، دنیا کے لوگوں کو توقع تھی کہ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان زور آزمائی ختم ہوجانے اور سوویت یونین کے روس میں بدل جانے کے بعد کم ازکم اکیسویں صدی میں کوئی جنگ نہیں ہوگی اور یہ صدی امن کی صدی ثابت ہوگی، جس میں دنیا کے کسی براعظم میں قتل وغارت گری کا کھیل نہیں کھیلا جائیگا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ سوشلسٹ بلاک کے خاتمہ کے بعد پوری طرح بے قابو ہوگیا ہے، اس نے ۱۹۹۱ء میں عراق کو اپنے حملہ کا نشانہ بنایا، اس کے گیارہ سال بعد افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ۲۰۰۳ء سے دوبارہ عراق کو جنگ کا ایندھن بنادیا ہے، تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ یمن میں بھی وہ فوج کشی کے لئے کمربستہ ہے۔ یہ امریکہ کی ہوسِ ملک گیری کا ایک نمونہ ہے۔

دنیا میں جو بھی لڑائی ہوتی ہے اس کے پیچھے بنیادی اسباب سیاسی واقصادی ہوتے ہیں، عدل وانصاف کے قیام کیلئے آج تک شاید ہی کوئی جنگ لڑی گئی ہو، مذکورہ اسباب کو عام طور پر پیچھے رکھ کر قومی جذبات کو ہوا دی جاتی ہے اور جھوٹی سچی کہانیاں گڑھ کر عوام کو جوش دلایا جاتا ہے، جس سے لوگ جنگ کو جائز، ضروری اور حق بجانب سمجھنے لگتے ہیں اور جنگ کا ایندھن بننے اور تباہیاں برداشت کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جنگ سے کسی ملک کے عوام کو فائدہ نہیں پہونچتا یہاں تک کہ حملہ آور ملک کے شہری بھی اس سے زیر بار ہوتے ہیں، صرف ایک خاص طبقہ جنگ سے فائدہ اٹھاتا ہے، خودغرض ومفاد پرست عناصر ضرور جنگ کی بہتی گنگا میں وقتی طور پر ہاتھ دھو لیتے ہیں، یہ بڑے تاجروں کا گروہ ہوتا ہے جو اشیاء صرف کی ذخیرہ اندوزی کرکے اور چور بازاری کی راہ اپنا کر منافع خوری کرتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ضروری اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں، سونا اور پیٹرول کے نرخ اوپر اٹھ جاتے ہیں اور عوامی جان ومال کا نقصان مزید ہوتا ہے اسی لئے دنیا کے عام لوگ جنگ سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

بیسوی صدی میں دنیا دو عالمگیر جنگوں کا مزدہ چکھ چکی ہے اور اس کی تباہی وبربادی کو لوگوں نے بھگتا ہے اس کے علاوہ بے شمار علاقائی جنگیں بھی لڑی جاتی رہی ہیں جن سے عام انسانوں کو اب نفرت ہوچکی ہے لہذا وہ جنگ کے خلاف بیزاری کا اظہار کرنے سے خواہ سال نو ہو یا کوئی دوسرا موقع چوکتے نہیں ہیں۔

اہل قلم سے چند معروضات

آپ کا محبوب ہفتہ وار جریدہ ''نقیب'' امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قدیم ترجمان ہے، جس میں امارت شرعیہ کی سرگرمیوں کے علاوہ دیگر ملی وقومی خبروں، اخبار عالم ومسلم دنیا کے احوال، کتابوں پر نقد وتبصرہ، یادگار زمانہ شخصیتوں کے احوال کے علاوہ مختلف دینی، علمی، تعلیمی، تہذیبی، ادبی، سیاسی، سماجی، معاشرتی، ملی وعالمی مسائل وموضوعات پر بیش قیمتی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ ان موضوعات پر مضمون نگار حضرات اپنی نگارشات اشاعت کے لیے ارسال فرمائیں، البتہ اپنی تحریریں بھیجتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ مضمون غیر مطبوعہ بھیجیں، ہاں اگر کسی دیگر اخبار ومجلّہ میں ارسال کرنا ہو تو نقیب میں اشاعت کے بعد ارسال کریں۔

☆ مضمون نقیب کے معیار اور ادارہ کی پالیسی کے مطابق ہو۔

☆ مرسلہ مضمون کی کاپی خود بھی اپنے پاس رکھیں، کیوں کہ عدم اشاعت کی صورت میں مضمون واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆ اختلافی موضوعات اور متنازعہ فیہ مسائل پر مضامین کی اشاعت کی گنجائش نہیں ہے۔

☆ قابل اشاعت مضامین حسب ترتیب شائع ہوں گے۔

☆ اپنے مضامین نقیب کے ای میل naqueeb.imarat@gmail.com پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حقوق انسانی کا عالمی منشور! کیا یہ صرف حسین دستاویز تو نہیں؟

مولانا محمد عبدالحفیظ اسلامی

اگر چہ اقوام متحدہ کی وجہ سے اس وقت دنیا بھر میں بہت سارے کام ہو رہے ہیں، لیکن یہ ادارہ دنیا میں ہونے والے کئی اہم انسانی المیوں کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔ تادم تحریر غاصب اسرائیل کی طرف سے فلسطین پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے کی خبریں آرہی ہیں۔ اسطرح اب ساری دنیا میں ایک تشویش کی لہر دوڑ گئی اور خاص طور پر عالم عرب میں ایک بہت بڑا انسانی المیہ جنم لے چکا ہے اور شائد اب کی بار بھی نوع انسانی کی ایک بڑی مقدار میں ہلاکت و بربادی کے بعد حقوق انسانی کے چمپین نیند سے بیدار ہو کر کچھ کریں گے اور اس میں بھی قابض یہودیوں کے مفادات کا تحفظ اولین ترجیح ہوگی یعنی اقوام متحدہ، زیادتی کرنے والے ظالم اسرائیل کے خلاف کوئی سخت کاروائی کرنے سے ہمیشہ کی طرح اب بھی قاصر نظر آئے گا، اس عالمی ادارہ سے اب تک جو کچھ بھی ناکامی ہاتھ آئی ہے، اس کی معقول وجہ ان مستقل پانچ fiveBIG ممالک کو اس کا ذمہ ٹھہرایا جانا غلط نہ ہوگا جو اپنے پاس ویٹو پاور رکھتے ہیں، حقیقت بھی یہی ہے کہ جمہوریت و آزادی اور اتفاق رائے کا دم بھرنے والے اور دیگر ممالک کو جمہوریت کا درس دینے والے ہی اپنے پاس ویٹو پاور رکھتے ہوئے جمہوریت کا جنازہ نکال رہے ہیں اور حقوق انسانی اور آزادی کا گلا دبا رہے ہیں۔ اور ان کا یہ دہرا معیار کہیں کچھ اور کہیں کچھ نظر آتا ہے!!!۔ جن ممالک سے ان کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں وہاں کی غیر جمہوری حکومت یا ڈکٹیٹر طرز حکمرانی پر یہ انگلی بھی نہیں اٹھاتے بلکہ ان کی پیٹھ تھپکتے ہیں۔ جناب ثقلین امام *BBC* بی بی سی لندن اپنی رپورٹ میں اقوام متحدہ کی ناکامی کے اسباب یہ بتاتے ہیں کہ اس کی بنیادی وجہ اقوام متحدہ کی تشکیل اور اس کی ہیئت میں چند ایک بنیادی نقائص بتائے جاتے ہیں۔ مثلاً اقوام متحدہ کے پاس ماہرین کا ایک بڑا ذخیرہ ہے لیکن سلامتی کے معاملات میں حتمی فیصلہ سلامتی کونسل کرتی ہے، جہاں پانچ مستقل ارکان کے پاس ویٹو پاور ہے جو بعض اوقات عدل کے بجائے اپنے ریاستی مفادات کی حفاظت کیلئے اس طاقت کو استعمال کرتے ہیں۔

یواین UN کے قیام کے بعد کی جنگیں: سویڈن میں اپسالا کانفلکٹ ڈیٹا پروگرام (UCPD) کے سیاسی تشدد کے بارے میں 2017ء تک کے اعداد و شمار کے مطابق 1946ء کے بعد 285 مختلف مسلح تنازعات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ فہرست 2017ء میں شائع ہوئی تھی اور ہم نے اس کے بعد بھی کئی نئے تنازعات دیکھے ہیں، ''آورورلڈان ڈیٹا'' کے مطابق 1946ء کے بعد سے ہونے والی جنگوں میں تین ایسی جنگیں ہیں جن میں بہت بڑی تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے، جزیرہ نما کوریا کی جنگ (1950ء کی دہائی کے اوائل میں)، ویتنام کی جنگ (1970-1960 کے آس پاس کا دور) اور ایران اور عراق کے درمیان طویل جنگ (1980 کی دہائی) اور افغانستان پر سویت یونین کی مداخلت اور اس کے خلاف سی آئی اے کی خفیہ جنگ 1980ء کی دہائی، اکیسویں صدی میں افغانستان پر امریکی حملہ، مشرق وسطیٰ، خاص طور پر عراق پر امریکی چڑھائی اور افغانستان، عراق اور شام میں خانہ جنگی ان ممالک میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں کی ہلاکت کا سبب بنیں، ریاستوں کے درمیان جنگوں کے علاوہ جنگ کی ایک اور قسم میں بھی بہت زیادہ ہلاکتیں ریکارڈ کی گئیں۔ یہ تھی داعش، طالبان یا القاعدہ جیسی غیر ریاستی عسکری تنظیموں سے جنگ۔ ایسی غیر ریاستی تنظیموں سے نمٹنے کیلئے اقوام متحدہ کے پاس واضح حکمت عملی موجود نہیں ہے، لیکن جنگ کے متاثرین کی تعداد مختلف جنگوں کے درمیان بہت زیادہ مختلف ہوتی ہے، کورین جنگ (1953-1950) کے دوران بارہ لاکھ افراد ہلاک ہوئے، جبکہ دوسری بعض چھوٹی جنگوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد بمشکل ایک ہزار تھی، اس وجہ سے جنگوں کی تعداد کے اعداد و شمار کو ان تنازعات کے سائز کے اعداد و شمار کے ساتھ تشریح کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ سن ستر کی دہائی میں 1975ء سے لے کر 1979ء کے درمیان کمبوڈیا میں خمر روگ کے دور میں ہونے والی نسل کشی میں ایک اندازے کے مطابق بیس لاکھ کے قریب افراد ہلاک ہوئے۔ باوجود اس کے کہ خمر روگ بدترین قسم کی نسل کشی کی ذمہ دار تھی، اقوام متحدہ نے اس کی قانونی حیثیت کو جائز قرار دیا ہوا تھا، اگر ویتنام کمبوڈیا پر حملہ کر کے خمر روگ کو ختم نہ کرتا تو نہ جانے مزید کتنے معصوم لوگ نسل کشی کا شکار ہوتے۔ نوے کی دہائی کے آغاز میں صومالی صدر محمد سید برے کی حکومت کے خاتمے کے بعد صومالیہ ایک خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ صومالیہ کی خانہ جنگی بنیادی طور، قبائلی لڑائیاں تھیں، اقوام متحدہ نے امن مشن کے تحت وہاں بین الاقوامی فوج تعینات کی تھی، لیکن امن قائم کرنے میں ناکام رہی۔ اب صومالیہ مزید گہرے بحران میں دھنس چکا ہے۔ شدت پسندوں اور صومالیہ کی کمزور حکومت کی حامی فوج کے درمیان جنگ نے امن کی کوششوں کو اور بھی زیادہ غیر موثر کر دیا ہے۔ اب تک ذرائع کے مطابق اس جنگ میں پانچ لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

مسئلہ فلسطین: مشرق وسطیٰ کا یہ تنازعہ آج بھی ایک سلگتی ہوئی آگ ہے جس میں اکثر و بیشتر چنگاریاں نکلتی رہتی ہیں۔ اقوام متحدہ نے 1948ء میں اسرائیل ریاست کے قیام کیلئے قراردادیں منظور کی تھیں۔ لیکن انہیں قراردادوں میں مقامی فلسطینی عربوں کا حق بھی تسلیم کیا گیا تھا اور ان کی اپنے آبائی گھروں میں واپسی کے حق کو بھی تسلیم کیا گیا تھا جس پر تاحال عملدرآمد نہیں ہو سکا ہے، اس دوران 1967ء کی جنگ کے بعد جب اسرائیل نے فلسطین کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اقوام متحدہ نے اسرائیل سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ 1967ء سے پہلے کی سرحد کو تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ علاقوں سے دستبردار ہو جائے۔ لیکن ایسا ابھی تک نہیں ہوا، بلکہ اسرائیل نے مقبوضہ فلسطینی زمین پر یہودی بستیاں آباد کیں جن کی وجہ سے اب دو ریاستی حل کا امکان بھی خطرے میں نظر آرہا ہے۔ اس وقت اسرائیل نے غزہ کی پٹی پر آباد فلسطینیوں کا بلاکیڈ بھی کیا ہوا ہے جس کی بین الاقوامی برادری نے اگرچہ تائید نہیں کی تاہم اسرائیل کے خلاف کوئی موثر کاروائی بھی نہیں کی ہے، فلسطینی مسئلے کے حل نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں (مجبوراً پیدا ہوئی) انتہا پسندی بھی بڑھی ہے۔

روانڈا میں بدترین نسل کشی: براعظم افریقہ کے ایک ملک روانڈا میں ہونے والی نسل کشی کیلئے اقوام متحدہ کو بہت تنقید کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ یہ نسل کشی 1994ء میں ہوئی تھی، جو ایک اسرائیلی مصنف ڈور گولڈ کے بقول کمبوڈیا کے علاوہ ہولوکاسٹ کے بعد بدترین نسل کشی تھی جس میں ہوتو قبائل کے افراد نے انتہائی بے دردی سے ٹوٹسی قبائل کے دس لاکھ افراد کو صرف سو دنوں میں قتل کر دیا تھا، اس نسل کشی کے وقت اقوام متحدہ کی اس ملک میں بڑی تعداد میں موجودگی تھی، لیکن جب سلامتی کونسل میں اس مسئلے پر بحث غیر نتیجہ خیز رہی، تو اس وقت کے انڈر سکریٹری جنرل کوفی عنان نے اقوام متحدہ کی امن فوج کو واپس بلا لیا اور سو دن سے بھی کم عرصے میں دس لاکھ سے زیادہ افراد کا بے دردی سے قتل عام ہوا۔ اس کے بعد سلامتی کونسل نے فرانس کے زیر قیادت فوجی مداخلت کی منظوری دی جس کے نتیجے میں ہوتو قبائل کے قاتل افراد کو محفوظ پناہ گاہیں دی گئیں، روانڈا کے علاوہ اگر آپ اقوام متحدہ کے امن مشن کی کچھ اور سنگین ناکامیوں پر نظر ڈالیں، مثلاً صومالیہ اور انگولا جیسی جگہوں پر، تو اس ادارے کی کمزوریاں اور زیادہ عیاں ہو جاتی ہیں، روانڈا کی نسل کشی جس میں سو دنوں میں دس لاکھ افراد کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ اقوام متحدہ پر اس نسل کشی کو روکنے میں ناکامی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

چند مزید اہم تنازعات: حل نہ ہونے والے تنازعات میں مشترکہ وجہ یا تو بڑی طاقتوں کی آپس میں تقسیم ہے، یا جیو پولیٹیکل مفادات اتنے بڑے نہیں ہیں کہ ان میں بین الاقوامی دلچسپی زیادہ ہو، مثال کے طور پر سنہ 1990 کی دہائی میں روانڈا کی خانہ جنگی کے دوران اقوام متحدہ کا غیر فعال ہونا بڑی طاقتوں میں تقسیم کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ اس ملک کے نسلی تنازعے میں کوئی طاقت شامل ہونے کی سیاسی خواہش ہی نہیں رکھتی تھی، شام میں اس کے برعکس، روس اور امریکہ کے متضاد مفادات اور مخالف فریق ہیں: روس شامی صدر بشار الاسد کی حکومت کی حمایت کرتا ہے، جبکہ امریکہ اس کا مخالف ہے۔ اسی طرح یمن کے معاملے میں ایسا لگتا ہے کہ اسے بڑی طاقتوں نے مقامی طاقت سعودی عرب کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے جو اس خانہ جنگی کا سبب ایران کی اس ملک میں مداخلت قرار دیتا ہے۔

بوسنیا میں مسلمانوں کا قتلِ عام: جولائی سنہ 1995 میں سریبرینیکا، بوسنیا میں اقوام متحدہ کی ایک بٹالین کی اقوام متحدہ کے اعلان کردہ فری زون میں موجودگی کے باوجود آٹھ ہزار مسلم شہری سربوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد یہ یورپ کی سرزمین پر اس سطح کے قتل عام کا سب سے بڑا واقعہ تھا، یوگوسلاویہ کا یہ بحران جہاں بوسنیا کے مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا، اس میں کل ڈھائی لاکھ افراد ہلاک ہوئے، لیکن اقوام متحدہ پر تنقید ہوئی کہ وہ کوئی بھی موثر اقدام لینے میں ناکام رہا تھا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ بحران اس وقت حل ہوا جب امریکہ نے سلامتی کونسل کو نظر انداز کرتے ہوئے براہ راست فوجی مداخلت کی تھی، اکیسویں صدی میں دارفور کے انسانی المیہ میں ظلم و جبر سے متاثرہ لوگوں کا دفاع کرنے میں بھی اقوام متحدہ ناکام رہا۔

عراق پر حملہ: سنہ 2003 میں امریکہ کی جانب سے عراق پر حملہ، جس کی (ادارے کے سابق سیکرٹری جنرل کوفی عنان سمیت بہت سے لوگوں کی نظر میں) کوئی قانونی حیثیت نہیں تھی اور سلامتی کونسل کی اجازت کے بغیر تھا، اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ اقوام متحدہ کے پاس بڑی طاقتوں کے جارحانہ اقدامات کو روکنے کی بہت ہی محدود صلاحیت ہے، اس حملے کی وجہ سے مختلف اندازوں کے مطابق کم از کم چار لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور یہ ایک بہت بڑی انسانی تباہی کا سبب بنا اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ اس حملے سے دہشت گردی میں کمی آنے کی بجائے اضافہ ہوا۔

مہاجرین کے بحران: اقوام متحدہ کے ارکان نے دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے یورپ میں بے گھر ہونے والے لوگوں کی حالت زار سے نمٹنے کے لیے سنہ 1951 میں پناہ گزینوں کے لیے ایک کنونشن پر دستخط کیے۔ برسوں بعد سنہ 1967 پروٹوکول نے وقت اور جغرافیائی پابندیوں کو ہٹا دیا تاکہ اب یہ کنونشن عالمی سطح پر لاگو ہو سکے (حالانکہ اس کے ایک یورپی کنونشن ہونے کی وجہ سے ایشیا کے بہت سے ممالک نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا)، ان معاہدوں کے باوجود، اور اقوام متحدہ کے ہائی کمیشن برائے مہاجرین کے کام کے باوجود، تقریباً تین سے 4 کروڑ مہاجرین ہیں، ان میں سے بہت سے، جیسے کہ فلسطینی ہیں جو کئی دہائیوں سے اب تک اپنے وطن سے بے گھر ہیں۔ یہ تعداد اپنے ممالک میں چار کروڑ سے زیادہ بے گھر ہونے والے افراد کے علاوہ ہے، اگرچہ ایک طویل عرصے سے پناہ گزینوں کی تعداد کم ہو رہی تھی، تاہم حالیہ برسوں میں، خاص طور پر شامی تنازعے کی وجہ سے، بے گھر ہونے والے لوگوں کی تعداد میں پھر سے اضافہ ہوا ہے۔ ''میانمار میں روہنگیا'' مسلمانوں کی جبری بے دخلی جس کی وجہ سے لاکھوں افراد میانمار سے فرار ہونے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش میں پانچ لاکھ سے زیادہ روہنگیا مسلمان پناہ لیے ہوئے ہیں۔ کووڈ-19 کے بحران کے دوران، روہنگیا پناہ گزینوں کی کشتیوں کو خطے کی کسی بھی بندرگاہ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا تھا۔

یہ سانحہ دوسری جنگ عظیم کے حالات کی یاد دلاتا ہے جب نازی جرمنی سے فرار ہونے والے یہودی پناہ گزینوں کے جہازوں کو متعدد ممالک نے اپنی بندرگاہوں میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے ایک مختلف قسم کی تباہی کے متاثرین کے لیے کوئی بین الاقوامی نظام یا کنونشن موجود نہیں ہیں جو بڑھتے ہوئے سمندروں اور آب و ہوا کی تبدیلی کے دیگر اثرات سے بے گھر ہونے والوں کو نئی پناہ گاہیں مہیا کر سکیں۔ (بہ شکریہ ہمارا سماج ۱۰/نومبر ۲۰۲۳ء)

Scanned with CamScanner

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا مثالی کارنامہ

حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق ہجرت سے تقریباً ۴۰ رسال قبل پیدا ہوئے اور بچپن سے اونٹوں کے چرانے کی ذمہ داری سونپی گئی، کیوں کہ یہ عرب کا قومی مشغلہ تھا مگر حضرت عمر فاروق کے والد خطاب ان سے بڑا بے رحمی اور غیض وغضب کا سلوک کرتے، خلافت کے زمانہ میں جب حضرت عمر فاروق کا اس چراگاہ سے گزر ہوا تو حیرت ہوئی اور رونے لگے پھر فرمایا: اللہ اکبر! ایک زمانہ وہ تھا کہ میں نمدے کا پہلے ہوئے لباس میں اونٹ چرایا کرتا تھا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھوں میری پٹائی ہوتی، آج یہ دن ہے کہ خدا کے علاوہ میرے اوپر کوئی حاکم نہیں ہے، انہوں نے جوانی میں عرب کے معزز ترین مشغلوں مثلاً نسب دانی، سپہ گری، اور پہلوانی میں گزارے، جب عمر ستائیس برس کی تھی کہ جزیرۃ العرب میں رسالت کا آفتاب اپنی پرکشش کرنوں کے ساتھ مکہ کی سرزمین پر طلوع ہوا، اسی وقت جہالت، بت پرستی، بیٹیوں کو دفن کرنا اور معمولی باتوں پر قبائل کے قتل وقتال کے سلسلے عروج پر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور حکمت عملی سے غیر مسلموں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے بڑے احتیاط اور مخفی طریقوں سے دعوت جاری رہا۔

اسلام آہستہ آہستہ توحید ورسالت کی یہ صدا حضرت عمر فاروق کے گھرانے میں بھی گونجنے لگی اور آپ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید اور آپ کی بہن حضرت فاطمہ بھی ایمان لے آئیں، حضرت عمر فاروق اپنے خاندان کے جس فرد کے بارے میں اسلام لانے سے باخبر ہو جائے، اس کے دشمن بن جاتے، ان کے خاندان میں بعینہ نام کی ایک کنیز نے بھی اسلام قبول کیا تھا تو اس پر بیحد غصہ ہو کر اتنا مارتے کہ تھک جاتے، پھر کہتے کہ ذرا دم لے لوں پھر ماروں گا۔ اس کے علاوہ بھی جس مسلمان پر بس چلتا اس کے ساتھ اتنی سختی سے پیش آتے تا کہ وہ اسلام سے منہ پھیر لے۔ حالاں کہ ان میں جو اسلام لاتا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی اور نورانی توجہات کے طفیل اسلام چھوڑنے کا تصور بھی کرنے کا روادار نہ ہوتا، انہی حالت میں مکہ کے تمام بڑے بڑے مشرکین کے سردار میں اہم میٹنگ ہوئی جس میں مسلمان کے روز افزوں بڑھتی ہوئی تعداد پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کے سدباب کے بارے میں غور وخوض جاری تھا جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اسلام کی اشاعت چوں کہ حضرت محمد کی شخصیت کی وجہ سے ہے اگر اس شخص کو میدان سے ہٹا دیا جائے تو یہ سارا معاملہ رک جائے گا، لیکن یہ عمل کون کرے گا، اس کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہو سکا اس دوران اچانک حضرت عمر اٹھے اور تلوار کھینچ کر کہا کہ یہ کام میں کروں گا، ہاتھ میں تلوار لئے سیدھے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے ہیں مگر آمد آن یارے کے مامی خواستیم انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں نعیم بن عبداللہ مل گئے پوچھا عمر خیریت تو ہے بڑے غصہ کی حالت میں ہو تو عمر نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں، سارے عرب اور مکہ میں پریشانی پیدا کی ہوئی ہے، نئے دین کی بات کرتا ہے ہمارے معبود کو باطل کہتا ہے۔

نعیم بن عبداللہ نے فرمایا: اچھا محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں، یہ سن کر فوراً اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے، گھر میں ان کی بہن فاطمہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی، آہٹ سن کر فوراً قرآن مجید کے اوراق کو چھپا دیا، بہن سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہی تھیں؟ فاطمہ نے کہا کچھ نہیں حضرت عمر نے کہا مجھے معلوم ہو چکا ہے تم مرتد ہو چکی ہو، یہ کہہ کر بہنوئی حضرت سعید بن زید سے دست وگریباں ہو گئے بہن بچانے کے لیے آگے آئی تو اس شدت سے اسے مارا کہ لہولہان کر دیا، اسی حالت میں ان کی زبان سے یہ بات نکلی اے عمر! جو کر سکتے ہو کر لو مگر اب آپ اسلام ہمارے دل سے نہیں نکال سکتے، خواہ تم ہمیں شکنجے میں کس دو یا ٹکڑے ٹکڑے کر دو، بہن کے یہ الفاظ حضرت عمر کی زندگی بدلنے کا سبب بنے، بہن کی طرف شفقت کی نظر سے دیکھا جن کے بدن سے خون جاری تھا اور آنکھوں سے آنسو لیکن اس تکلیف کے باوجود اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر جاری تھا، یہ حالات دیکھ کر حضرت عمر کی حالت بدل گئی، اور بہن سے کہا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی لا کر دکھاؤ، بہن نے کہا تم بغیر غسل کے اسے نہیں چھو سکتے، غسل کیا اور ان اجزائے قرآنی کو دیکھا جس میں یہ آیات تھیں **سبح لله مافی السموات والارض وهو العزيز الحكيم (حديد:)** جب ان آیات یعنی آمنوا باللہ ورسول کو سنا تو بے ساختہ زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا: **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله**، اسی وقت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ دار ارقم میں تھے، جب اندر داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیوں عمر؟ کس ارادے سے آئے ہو؟ تو حضرت عمر نے سر جھکا کر بولے ایمان لانے کے لیے، یہ کہنا تھا کہ صحابہ کرام نے فرط جوش ومحبت میں نعرہ تکبیر کی صدا بلند کی جس کی وجہ سے مکہ کی پہاڑیاں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھیں۔

جب مکہ میں مسلمانوں پر بے تحاشہ ظلم وستم کئے گئے تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے ہوئے دل سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا فرمائی: **"اللهم اعز الاسلام لعمر بن الخطاب او بعمرو بن هشام"** کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعہ اسلام کو عزت وطاقت دے، بارگاہ الٰہی میں یہ دعا قبول ہوئی اور حضرت عمر بن الخطابؓ اسلام لائے، اسی وجہ سے حضرت عمر فاروق کو مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ وہ تمام صحابہ کرام مرید تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی طاقت اور ہمت حاصل ہوئی اور سب سے پہلے حضرت عمر فاروق کی وجہ سے اعلانیہ طور پر مسجد الحرام میں عبادت ہونے لگی، اور مسلمانوں نے کچھ سکھ کا سانس لیا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو تمام مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے لیکن جب حضرت عمر فاروق نے ہجرت فرمائی تو اعلانیہ طور پر ہجرت فرمائی، حضرت عمر فاروق اسلام لانے کے بعد اسلام کے ایسے سپاہی بنے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات پر فرماتے ''میں ابوبکر وعمر، میں ابوبکر وعمر یہ تعلق بھی ایسا قائم ہوا کہ تا قیامت ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکے، دنیا میں بھی اکٹھے اور روضہ انور میں بھی یہ تینوں ساتھی ساتھ ساتھ آرام فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو اس اونچے مقام وشان سے نوازا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نبی کریم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ ایک دوسرے جگہ رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہوا تو وہ عمر ہوں گے۔'' چوں کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں سے افضل وارفع ہے تو اس امت میں جو محدث ہوں گے وہ بھی بڑے اعلیٰ وارفع ہوں گے، محدث کا معنی وہ روشن ضمیر شخص جس دل میں غیب سے کوئی بات الہام کی جائے جو دوسروں کو معلوم نہ ہو پھر وہ شخص اس بات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے اور یہ مرتبہ اس شخص کو نصیب ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نوازے، حضرت عمر بھی اس امت کے محدث تھے۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروق نے جو مشورہ اور رائے پیش کی اور اس کے مطابق قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوئیں، حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا تین باتوں میں میرے پروردگار کا حکم میری رائے کے مطابق نازل ہوا (۱) ایک تو مقام ابراہیم کو نماز ادا کرنے کی وجہ قرار دینے کے بارے میں (۲) آنحضرت کی بیبیوں کے پردے کے بارے میں اور (۳) بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

اللہ نے آپ میں عدل وانصاف کی بھی صفت بدرجہ غایت ودیعت فرمائی تھی اور رب العالمین کی طرف سے فاروق کا لقب بھی حاصل کیا، روایت ہے کہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا اور تصفیہ کے لئے یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث بنانے کی تجویز رکھی، منافق مشرکین قریش کے سردار کعب بن اشرف کو ثالث بنانے پر مصر تھے کافی حیل وحجت کے بعد دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث بنانا مان لیا، چناں چہ وہ دونوں اپنا قضیہ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا، کیوں کہ اس کا حق پر ہونا ثابت تھا، لیکن منافق نے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا۔ کہنے لگا اب ہم عمر کو ثالث بنائیں گے، وہ جو فیصلہ دیں گے ہم دونوں پر واجب التسلیم ہوگا، یہودی نے معاملہ کو نمٹانے کی خاطر منافق کی بات بھی مان لی اور اس کے ساتھ حضرت عمر کے پاس گیا یہودی نے حضرت عمر کو بتایا کہ ہم دونوں پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث مان کر ان کے پاس گئے تھے اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا تھا، یہ شخص (منافق) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور اب مجھے تمہارے پاس لے کر آیا ہے حضرت عمر نے منافق سے پوچھا اس یہودی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے: منافق نے تصدیق کی کہ ہاں اس کا بیان بالکل درست ہے حضرت عمر نے کہا کہ تم دونوں یہیں ٹھہرو جب تک میں نہ آؤں واپس نہ جانا یہ کہہ کر گھر میں گئے اور تلوار لیکر باہر نکلے اور پھر اس تلوار سے منافق کی گردن اڑا دی اور کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اس کے حق میں میرا فیصلہ یہی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی وہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں (حالاں کہ ان کو یہ حکم ہوا کہ اس کو نہ مانیں) اور حضرت عمر فاروقؓ ہر لحاظ سے ایک کامل ترین شخصیت کے حامل تھے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوف خدا، عاجزی وانکساری، عدل وانصاف کا عظیم پیکر تھے، ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ ایک بہترین خلیفۃ المسلمین بھی تھے، ذاتی اوصاف وکمالات کے علاوہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے عمر بن خطاب نے جو عظیم خدمات انجام دیں ان کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، حقیقت یہ ہے کہ وہ انسانی تاریخ کے بے نظیر خلیفہ اور حکمراں تھے، انبیاء کے علاوہ کسی حکمراں کو ان کے مقابلے میں نہیں رکھا جا سکتا، ان کی خدمات ان کی اصلاحات ان کی فتوحات ان کا انداز حکمرانی انکا عدل وانصاف اور ان کا نظام احتساب ہر چیز بے مثال ہے، دنیا کے بڑے بڑے انقلابوں، فاتحوں، حکمرانوں، عادلوں اور صاحب کردار انسانوں کے سامنے لائیں اور انہیں ترازوں کے ایک پلڑے میں رکھ دیجئے اور دوسرے پلڑے میں اکیلے عمر فاروقؓ کو رکھ دیجئے اور پھر ضمیر کو ہر قسم کے تعصبات سے آزاد کر کے پوچھے کس کا پلڑا بھاری ہے تو سو فیصد یقین کے ساتھ کہنا ہوگا کہ آپ کا ضمیر عمر عمر پکار اٹھے گا اور ہم اگر ان کی خدمات اور اصلاحات کو دیکھیں جن کا دائرہ مذہب سے سیاست تک معاشیات سے معاشرے تک ہر جگہ پھیلا ہوا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس دور میں جسے غیر ترقی یافتہ دور کا ہے انہوں نے ہر شعبہ میں کیسی کیسی انقلابی اصلاحات تجویز کیں۔

سیاسی اور معاشرتی طور پر بھی حضرت عمر فاروق نے وہ اصلاحات کیں جن کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے سب سے پہلے انہوں نے بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا، سب سے پہلے عدالتیں اور قاضی انہوں نے مقرر کئے، تاریخ اور سنہ انہوں نے قائم، کیا جو آج تک جاری ہے، مقبوضہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا اور کئی شہر یعنی کوفہ، بصرہ، جیمہ، فسطاط، اور موصل انہوں نے آباد کرائے، امیر المؤمنین کا لقب سب سے پہلے انہوں نے اختیار کیا، فوجی دفتر کے ملازمین کی تنخواہیں انہوں نے مقرر کیں، مردم شماری اور زمین کی پیمائش انہوں نے کرائی، جیل خانہ، پولیس کا محکمہ اور فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، راستوں میں مسافر خانے اور شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائیں، مدراس قائم کئے اور معلموں، اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، غریب عیسائیوں اور یہودیوں کے وظیفے مقرر کئے، حضرت ابوبکر کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام کے ساتھ اس کام کو پورا کیا، وقف کا طریقہ ایجاد کیا اور مساجد میں روشنی اور وعظ کا طریقہ رائج کیا اور یہ اسلام میں اس نوعیت کا پہلا وعظ تھا راہ پر پڑے ہوئے بچوں کی پرورش کے لیے وظیفے مقرر کئے ان کے علاوہ بھی حضرت عمر راوق کی بے بہا اصلاحات اور خدمات ہیں۔

آج ہر طرف امن وامان کا فقدان، ظلم وجبر کا دور دورا ہے، قتل وغارت اور فساد سے ہر جگہ خون آلودہ ہے حالاں کہ جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے، منصب حکمرانی پر بڑے منچلے حکمراں براجمان ہیں، مگر وسائل کے باوجود مسائل کا حل معلوم نہیں ہو رہا ہے، اور دوسری طرف حضرت عمر فاروق کی خلافت پر نظر دوڑائیں تو صرف دس سال ۴ ماہ کے قلیل عرصے میں ۲۲ لاکھ ۱۵ ہزار مربع میل علاقے فتح کئے اور پھر ایسا نظام حکومت قائم کیا کہ تا قیامت اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ ساری رات اپنی رعایا کی خبر گیری کے لیے گشت کرتے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر فاروق اچانک میرے مکان پر تشریف لائے، میں نے کہا کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی مجھے ہی بلا لیا ہوتا، فرمایا بھی مجھے معلوم ہوا کہ شہر کے باہر ایک قافلہ اترا ہے لوگ تھکے ماندے ہوں گے آؤ مل کر ان کا پہرہ دیں، چناں چہ ہم دونوں ان قافلے والوں کے پاس گئے اور رات بھر انکا پہرہ دیتے رہے اس طرح ان کے کارناموں اور خدمات سے کتابیں بھری پڑی ہیں، رب کائنات ہم سب کو صحابہ کرام کے کردار کو اپنانے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین۔

Scanned with CamScanner

فضول خرچی سے بچیے

مولانا نثار احمد حصیر القاسمی

ان دنوں عام طور پر ہر کوئی سماجی رابطے کے وسائل اور سوشل میڈیا پر آنے والی تحریروں خاص طور پر واٹس اپ پر پیش کیے جانے والے واقعات کا مشاہدہ کرنے میں مصروف نظر آتا ہے، اس معاملہ میں امیر وغریب، مردوزن، عالم وجاہل، دین دار ودنیادار، عابد وزاہد اور فاسق وفاجر میں کوئی فرق نہیں، ہر کوئی اپنے فارغ اوقات کو اس کے مشاہدے ومطالعہ میں مشغول کیے نظر آتا ہے، اس میں طرح طرح کی باتیں، خبریں اور واقعات پوسٹ کیے جاتے ہیں، جو زیادہ تر دلچسپ، مضحکہ خیز یا عبرت ناک ہوتی ہیں، اکثر وبیشتر پوسٹ ہونے والی تحریروں یا منظروں میں عصر حاضر کی انسانی زندگی کے تضاد کو نمایاں کیا جاتا ہے، کچھ دنوں پہلے بعض عرب ممالک میں ایک اونٹ کی نیلامی کی خبریں سوشل میڈیا پر گشت کر رہی تھیں کہ ملینوں ڈالر میں اسے نیلام کیا گیا، ایک سیاسی قائد وملکی سربراہ کی شرٹ لاکھوں ڈالرز میں فروخت ہوئی، بقرعید میں قربانی کے جانوروں میں ایک بکرے یا مینڈھے کی بولی لاکھوں روپے لگی، ایک لڈو لاکھوں روپے میں بکا، اسی سے متعلق بعض عرب اخبارات میں ایک مضمون بھی شائع ہوا تھا، جس میں صاحب قلم نے بجا طور پر شکایت کی ہے لوگ کس طرح دوسروں کو بے وقوف بناتے اور ان کے جیب سے محض چند روزہ ناموری کے لیے بھاری بھاری رقمیں نکال لیتے ہیں، اس طرح کے فریب میں وہی مبتلا ہوتے ہیں، جو نام ونمود کے دلدادہ، سستی شہرت کے خواہاں، دولت وثروت کے مظاہر کے متمنی اور اپنے آپ کو بڑے دولت مندوں وسرمایہ داروں کی صف میں شمار کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، ایسے خفیف العقل یا بے وقوف لوگ کسی معقول وجہ کے بغیر ہی محض دکھاوے کے لیے اسراف وفضول خرچی میں ساری حدود پار کر جانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ بھی کسی اہم مقصد کے لیے نہیں بلکہ نہایت معمولی وغیر اہم کام کے لیے جس کا نہ کوئی خاص مقصد ہے اور نہ وہ کسی کے لیے مفید وکارآمد اور اس سے نہ دنیا میں کوئی بھلا ہونے والا ہے اور نہ آخرت میں، بھلا یہ کوئی معقول بات ہے کہ ایک بکرا جس کی قیمت دس بیس ہزار سے زائد نہ ہو اسے لاکھوں میں اور ایک اونٹ کو لاکھوں ڈالر میں اور گاڑی کی خاص نمبر پلیٹ کو لاکھوں میں خریدا جائے، اس طرح کی فضول خرچی ہمیں دعوت فکر دیتی اور سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ آج ساری دنیا میں لوگ کس کسمپرسی میں زندگی بسر کر رہے ہیں، ہمارے کروڑوں مسلم باشندے عورت ومرد، بوڑھے، بچے کیمپوں میں رفیوجی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ہمارے بھائی کھلے آسمانوں کے نیچے سخت ٹھنڈک وگرمی کے عالم میں شب وروز گزار رہے ہیں اور کروڑوں مسلمان اس ملک میں بھی اور دنیا کے دسرے ملکوں میں بھی نان شبینہ کے محتاج اور دانے دانے کو ترس رہے ہیں، اس صورت حال کے باوجود ہمارے اندر دکھاوے کا یہ عالم ہے کہ ہم محض دکھاوے کے لیے لاکھوں لاکھ یوں ہی پھینک رہے ہیں، جیسے ان کے پاس دولت کا انبار لگا ہو اور یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہو کہ اسے کہاں خرچ کیا جائے؟ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں اپنے انجام کار کی کوئی پروا نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم سے اس کے بارے میں پوچھ نہیں ہو گی، حالاں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’قیامت کے دن حساب وکتاب کے وقت بندے کا قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹے گا جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں باز پرس نہ کر لی جائے اور اس میں سے ایک مال ہے کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔‘‘ اسی طرح کی فضول خرچی، اسراف اور نعمت خداوندی کی ناقدری کھانے پینے کی چیزوں میں ہے، بہت سے مقامات پر لوگ بھوکوں مر رہے ہیں، انہیں پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے کچھ میسر نہیں، خود اپنے شہر اور اپنے صوبہ کے مختلف علاقوں میں لوگ خط غربت سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں، دانے دانے کو ترس رہے ہیں اور ہمارے یہاں ہر روز، دعوتوں اور بغیر دعوتوں کے بھی اشیاء خوردونوش کی بڑی مقدار کچروں میں ڈالی جا رہی ہیں، دس بیس آدمیوں کے لیے پچاسوں کے بقدر کھانا تیار کیا جاتا ہے اور جو بچ جاتا ہے اسے کسی غریب کو دینے کے بجائے کچروں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ہمارا اس طرح کا طرز عمل اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری غضب الٰہی کو دعوت دیتی اور نعمت کے چھن جانے کا سبب بنتی ہے، کچروں میں پھینکے ہوئے لذیذ کھانوں پر جب نظر پڑتی ہے تو خوف خدا سے جسم لرز اٹھتا اور دعا نکلتی ہے ’’ربنا لا تواخذنا بما فعل السفھاء منا‘ ’اے اللہ! ہمارے بے وقوفوں واحمقوں کی حرکتوں پر ہماری گرفت نہ فرما، ہمارے سماجی خدمت گاروں کو چاہیے کہ وہ جس طرح جہیز اور دوسری لعنتوں اور منفی چیزوں کے خلاف بیداری مہم سرانجام دیتے ہیں، اس کے خلاف بھی شعور بیدار کریں، تاکہ ہم اللہ کی ناراضگی سے بچ سکیں اور نعمتوں کے چھن جانے کے عذاب میں مبتلا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ’’اگر تم شکر گذاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔‘‘ (ابراہیم: 7)

ہم اپنے سماج میں جو اس طرح کی باتیں پا رہے ہیں، یہ ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتی اور جھنجوڑتی ہیں کہ ہم مسلمانوں کا ضمیر بیدار کرنے کی کوشش کریں، انہیں اللہ کی ناراضگی اور غضب والی باتوں وحرکتوں سے آگاہ کریں، آج ہمارے اخلاق میں گراوٹ ہے، ہمارے نوجوان بے راہ روی کے شکار اور مغرب ومغربی تہذیب کے پیچھے آنکھ بند کر کے بھاگ رہے ہیں، ان کے اندر سے اونچے اقدار، اسلامی اخلاق واطوار ناپید ہوتے جا رہے ہیں، بداعمالیاں ان کا شیوہ بنتی جا رہی ہیں اور ہر چہار جانب بددینی وبداعمالی کا دور دورہ ہے اور اس صورت حال میں ہمارے ہوش مندوں کا یہ طرز عمل اور اس طرح کی فضول خرچی ونعمت کی ناقدری خطرے کی گھنٹی ہے، ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ہم پر بلائیں ومصیبتیں اور آسمانی وزمینی آفتیں آنی شروع ہو جائیں، ہمیں اس سے بچنا چاہیے، دوسروں کو بچانا چاہیے اور جو کر رہے ہیں، ان کی اصلاح کی کوشش کے ساتھ یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ ہمارے احمقوں کے کرتوتوں کی وجہ سے اے اللہ! تو ہماری گرفت نہ فرما، مسلم راہ نماؤں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں میں شعور پیدا کرنے کی سعی کریں اور مسلمانوں میں پائے جانے والے منفی پہلوؤں سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے اس کے انجام بد پر متنبہ کریں۔

ہمیں تاریخ کے احوال سے عبرت حاصل کرنا چاہیے، ہمیں دیکھنا چاہیے کہ بہت سے مسلم ملک پہلے کیسے تھے اور اب کیسے ہو گئے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ صومالیہ نہایت مال دار ملک تھا اور مغرب کی نظر لگنے سے پہلے یہاں کے باشندوں کے پاس دولت کی ریل پیل تھی، یہاں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ محض کلیجی کھانے کے لیے مینڈھے اور بکرے ذبح کرتے اور کلیجی نکال کر اسے استعمال کرتے، باقی پورا کوڑے دان میں پھینک دیا کرتے تھے، کسی کی خواہش کوئی خاص عضو کھانے کی ہوتی تو اس کے لیے بکرا ذبح کیا جاتا اور وہ عضو نکال کر اس کے لیے تیار کیا جاتا اور پورا بکرا پھینک دیا جاتا تھا اور آج وہ کئی دہائیوں سے بھوک مری کے شکار ہیں، دانے دانے کے لیے ترس رہے ہیں اور دنیا کے انتہائی غریب ونادار ملک میں اس کا شمار ہوتا ہے، عراق والے صدام اور اس سے پہلے کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جب تک ہمارے پاس کھجور اور پیٹرول ہے، ہم غربت کا تصور نہیں کر سکتے، مگر آج وہی عراق ایران وامریکا کی نظر لگ جانے کے بعد پٹرول وکھجور ہوتے ہوئے بھی فقر وافلاس میں مبتلا اور دانے دانے کو ترس رہا ہے، ان کے پاس سامان ضرور یہ تک نہیں، لبنان والے نعمتوں میں پلتے اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے، مگر آج انہیں رمق باقی رکھنے والی اشیاء کی ضرورت ہے، بھوک وپیاس مٹانے کے لیے ان کے پاس اشیاء خوردونوش نہیں، افغانستان، دمشق، کشمیر طرح طرح کے میوؤں اور پھلوں کے ملک تھے، جو دنیا کے کونے کونے میں سپلائی کیے جاتے تھے اور یہاں کے باشندے خوش حال ومال دار تھے، مگر جب انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری وناقدری کی تو آج جنگ وجدال، خشک سالی، قحط اور فقر وافلاس میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر عذاب کی بات ثابت ہو کر رہ جاتی ہے، پھر ہم انہیں تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔‘‘ (الاسرا: 16)

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً قَرْیَۃً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّهِ فَأَذَاقَهَا اللّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُون ۔ (النحل: 112) ’’اللہ تعالیٰ ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے، جو پورے امن واطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس ہر جگہ سے چلی آ رہی تھی، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا، جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔‘‘

بی جے پی کے متضاد انتخابی وعدے

محمد کیف حبیب اللہ

5 ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کے لیے بڑی سیاسی جماعتوں کی مہم اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ کچھ وعدے منشور کے ذریعے کیے جا رہے ہیں اور کچھ تقریروں کے ذریعے۔ کانگریس اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے درمیان اصل مقابلہ ہندی پٹی کی تین ریاستوں راجستھان، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں ہے۔ اس سے پہلے تلنگانہ میں حکمران جماعت بھارت راشٹریہ سمیتی (بی آر ایس) اور بی جے پی کے درمیان آمنے سامنے کی لڑائی تھی لیکن اب بی آر ایس کو کانگریس سے جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے۔ بی جے پی تیسرے نمبر پر ہے۔ میزورم میں بھی کانگریس حکمراں میزو نیشنل فرنٹ کو چیلنج کر رہی ہے۔

ایک طرف گانگریس پارٹی کے صدر ملکارجن کھرگے، راہل گاندھی، پرینکا گاندھی اور دیگر لیڈران کانگریس کی ضمانتوں کو قابل اعتماد قرار دے رہے ہیں اسی وقت، بی جے پی کے اسٹار پرچارک وزیر اعظم نریندر مودی (اور ان کے چیف کمانڈر وزیر داخلہ امیت شاہ) کہہ رہے ہیں کہ ان کی باتیں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ایسی صورت حال میں ان ریاستوں میں دیے جانے والے یقین دہانیوں، وعدوں اور ضمانتوں کی پائیداری اور اعتبار کا جائزہ لینے کا یہ موزوں ترین وقت ہے۔ خاص طور پر راجستھان، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے تناظر میں۔ ایسا نہیں ہے کہ میزورم اور تلنگانہ کے انتخابات غیر اہم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دو ریاستوں میں ان ضمانتوں کو جانچنے کا پیمانہ یا تو محدود ہے (میزورم میں، جہاں کانگریس ترقی، مذہبی آزادی اور تنوع کے تحفظ کی ضمانت دے رہی ہے) یا ان تین ریاستوں کی طرح سیاسی مساوات نہیں ہے۔

میزورم میں بی جے پی کا مقابلہ نہیں ہے لیکن مرکز میں بیٹھی کانگریس اور بی جے پی کے درمیان موازنہ کیا جا رہا ہے۔ جبکہ تلنگانہ میں بی جے پی کی جیت پہلے ہی نظر آ رہی ہے، کوئی بھی دونوں کے درمیان مماثلت یا تضاد کی بات نہیں کر رہا ہے۔ وہیں، کانگریس اور بی آر ایس کو آمنے سامنے رکھ کر ضمانتوں کا تقابلی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

تاہم راجستھان اور چھتیس گڑھ کے معاملات میں بی جے پی کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ان دونوں ریاستوں کی کانگریس حکومتوں نے پچھلے پانچ سالوں میں عوام کا اعتماد جیت لیا ہے گزشتہ انتخابات میں جو وعدے کیے گئے تھے وہ نہ صرف پورے کیے گئے بلکہ اعلان کردہ مدت میں ان پر عمل درآمد بھی کیا گیا۔ مثال کے طور پر، پچھلی بار چھتیس گڑھ نے وعدہ کیا تھا کہ کسانوں کے قرض کی معافی کا فیصلہ کابینہ کی پہلی میٹنگ میں ہی لیا جائے گا – ایسا ہی ہوا۔ اس بار پھر کانگریس نے اگلی حکومت کے قیام کے بعد قرض معاف کرنے کا اسی طرح کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح دھان کی امدادی قیمت میں اضافہ، اس پر بونس دینے، فی ایکڑ 20 کوئنٹل دھان خریدنے، بے روزگاری الاؤنس دینے وغیرہ کے حوالے سے جو بھی وعدے کیے گئے تھے۔ ان سب کو چھتیس گڑھ کے وزیر اعلی بھوپیش بگھیل کی حکومت نے مکمل کیا ہے۔ عوام کے پاس عدم اعتماد کی کوئی وجہ نہیں۔

بی جے پی کے پاس یہ کہنے کا موقع بھی نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ چھتیس گڑھ کانگریس کے پاس ایسے بہت سے وعدوں کی فہرست ہے جو اس کی سبکدوش ہونے والی حکومت نے پورے کیے ہیں۔ دوسری طرف اگر راجستھان کی بات کریں تو وہاں پرانی پنشن اسکیم، سستے گیس سلنڈر وغیرہ کے وعدے بھی پورے ہوئے ہیں، وعدوں کی تکمیل کی وجہ سے دونوں ریاستوں میں حکومت مخالف جذبات بہت کم ہیں۔ دوسری طرف مدھیہ پردیش حکومت کے خلاف جو شدید ناراضگی دیکھی جا رہی ہے اس کی وجہ وہاں پر پھیلی ہوئی بدعنوانی بھی ہے جس کی وجہ سے اعلان کردہ اسکیموں کو بھی ٹھیک سے لاگو نہیں کیا جا سکا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وزیر اعلی شیوراج سنگھ چوہان اپنی ذاتی کوششوں سے ان ناکامیوں سے گزرنے میں کامیاب ہو گئے تھے (بقیہ صفحہ: ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

فتنۂ ارتداد کا منڈلاتا طوفان

محمد منیف قریشی

ایک دور تھا جب علمی میدان میں خواتین اسلام کا اپنا ایک خاص مقام تھا۔ ان کے دلوں میں دینی تعلیمات اور ایمان وعقائد کے چراغ روشن تھے۔ زندگی کا مقصد ان پہ واضح تھا اور ان کا ظاہر و باطن دوسروں کے لئے منبع نور تھا۔ ان کے شب و روز احکامات الٰہی کے تابع تھے اور ان کا اٹھنے والا ہر قدم اُن راہوں پر تھا جن راہوں پر دینوی واخروی فلاح ونصرت کی ضمانت اللہ نے دی ہے۔ ان کے دلوں میں اپنے دین وایمان کے تحفظ کے لئے ایثار وقربانی کا جذبہ موجود تھا، چنانچہ اس راہ میں اپنی جان کا قیمتی نذرانہ پیش کرنے والی پہلی خاتون حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے ظلم وجبر کے آگے سر نہ ڈال کر صبر و استقامت کی وہ روشن تاریخ رقم کی جو رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ خواتین اسلام نے اپنے دین کی حفاظت میں اپنی جان کی کوئی پروانہیں کی اور حق و باطل کی جنگ میں شریک ہوکر دھوپ سے تپتے ہوئے صحرائے عرب کے ریگزاروں میں تیروں کی بارش اور تلواروں کی جھنکاروں کے درمیان زخمی مجاہدین اسلام کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کی عظیم خدمات انجام دیکر اپنے دین سے محبت والفت کی ناقابل فراموش مثالیں پیش کیں۔ ان کی جرأت و ہمت وایثار وقربانی تاریخ اسلام کا وہ روشن باب ہے جس پر دنیائے اسلام ہمیشہ فخر کرے گی؛ لیکن صد افسوس زمانے کے تغیرات نے دورِ حاضر کی مسلم خواتین سے ان کا وہ قیمتی جوہر چھین لیا جس پر اخلاق وکردار اور شخصیت کی بزرگی وبلندی کا دارومدار تھا۔ مغربی تہذیب کی ایسی آندھی چلی کہ ان کے سروں سے شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا پاکیزہ آنچل اڑا لے گئی اور اپنی عریاں تہذیب وتمدن کی سوغات دیکر ان کے جذبات وخیالات کا تقدس پامال کر گئی۔ عریاں لباس اور مرد وزن کے آزادانہ اختلاط کے دروازے کھل گئے، بے حیائی وبے شرمی غیر معیوب شئے بن کر رہ گئی اور شہوات نفسانی کا ایک ایسا طوفان امنڈ پڑا جس نے شرافت وانسانیت کے تاروپود بکھیر کر رکھ دئے۔ تہذیب وتمدن کے قاتلوں نے مسلم خواتین کی گھریلو آبرومندانہ زندگی کو محصور بہ زنداں کا جھانسہ دیکر انہیں گمراہ کیا اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی تہذیب کے قتل پر اکسایا۔ وہ آزادیٔ نسواں کا نعرہ لگانے والے ان مکاروں کے فریب کو نہ جان سکیں جنہوں نے اپنے نفس کی تسکین کے لئے انہیں گھروں سے باہر نکال کر اُن تاریک گلیوں میں دھکیل دیا جہاں رات دن بے لگام وآوارہ زندگی کی نحوست برستی ہے۔ ظاہری طور پر گمرہی وبے راہ روی کے جو اسباب نظر آتے ہیں ان میں دینی تعلیم کا فقدان سرفہرست ہے۔ والدین نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے جن اداروں کا رُخ کیا وہاں اخلاقی تعلیم کو شجر ممنوعہ سمجھ کر کنارے لگا دیا گیا اور تعلیم کے نام پر صرف مادی فوائد کے گُر سکھائے جانے لگے۔ دوسرے یہ کہ بچوں کی دینی تربیت سے منہ موڑ لیا گیا اور تیسرے یہ کہ بچوں کی نگرانی سے آنکھیں موند لی گئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سنو! تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ونگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امام لوگوں پر حکمراں ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر کے لوگوں پر ذمہ دار ونگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر، اس کی اولاد کی ذمہ دار ونگراں ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگراں ہے، اس سے اس کے متعلق معلوم کیا جائے گا تو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی“ (بخاری ومسلم)۔

اولادیں اللہ کی امانت ہیں اور جس طرح ان کی جسمانی پرورش میں تمام ضرورتوں کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح ان کی ذہنی ترقی اور انہیں آداب زندگی کا سبق دینا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں ورنہ روزِ قیامت وہ اس تعلق سے باز پرس کے گھیرے میں آجائیں گے۔

جہاں تک بے حیائی وبے شرمی روکنے کی بات ہے تو امام احمد ونسائی بزار وحاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تین شخصوں پر اللہ عز وجل نے جنت حرام کردی، ایک شراب نوشی کرنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث جو اپنے اہل وعیال میں بے حیائی کی بات دیکھے اور منع نہ کرے“۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے نوجوان لڑکیاں مغربی طرز کے عریاں لباس میں ملبوس سڑکوں پر اور بازاروں میں سیر سپاٹے کرتی پھر رہی ہیں، لیکن کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ میل جول اب کوئی عیب کی بات نہیں رہی جبکہ یہ اپنے دامن میں مضرات کا سامان لئے طرح طرح کے گُل کھلا رہا ہے۔ اب تو بازاروں میں ایسے ایسے آلات آچکے ہیں جو لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے باہم رابطے قائم کرنے کے آسان طریقے فراہم کررہے ہیں۔ خصوصاً اس سمت میں موبائل اہم رول ادا کر رہا ہے بلکہ انتہائی اخلاق سوز ویڈیوز کے ذریعے جنسی اشتعال انگیزی اس کا خاص وصف ہے جس سے جنسی جرائم پرورش پا رہے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ سب کھیل حکومت کی سرپرستی میں انجام پا رہے ہیں اور اس کی خرید و فروخت کو مزید فروغ دینے کے لئے تعلیم کو موبائل پر ”آن لائن“ جوڑ کر والدین کے لئے ایک بڑا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ موبائل کے تمام خرافات کا علم رکھنے کے باوجود والدین اپنے بچوں کے ہاتھوں میں اس فتنہ پرور شئے کو تھمانے پر خود کو مجبور پا رہے ہیں اور ہر گھر میں بلکہ امیروں سے لیکر غریبوں تک ہر ہاتھ میں اس کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

مسلم گھرانوں کی لڑکیوں سے اپیل ہے کہ خدارا اپنے آپ کو پہچانیں۔ آپ کے خالق نے آپ کے لئے نہایت عظمت و بزرگی والا انتہائی پاکیزہ وباشعور زندگی کا ایک مکمل ضابطۂ حیات نازل کر دیا ہے اسے چھوڑ کر غیر اسلامی زندگی نہ دنیا میں آپ کو راحت وسکون عطا کر سکتی ہے اور نہ آخرت میں۔ اس وقت قوم مسلم کے خلاف سازشوں کا جال بچھا ہے، آپ شاطرانہ چالوں سے بچئے اور محض چند روزہ زندگی میں اپنے خالق کے احکامات کو ٹھکرا کر چند عارضی خوشیوں کے لئے اپنی آخرت تباہ مت کیجئے۔ کسی کی چمکتی دمکتی زندگی سے آپ کو کیا لینا دینا۔ زندگی کسی کی خود کی تخلیق نہیں کہ اسے جیسے چاہیں گزار دیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ یہ عظیم نعمت ہے جو اس کی ہدایات کی پابند ہے۔ اسے خواہشات اور غیر اسلامی حرکات کا شکار مت ہونے دیجئے اسی میں آپ کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔

بقیہ؛ بی جے پی کے متضاد انتخابی وعدے ....

تب بھی وہاں کی بی جے پی قیادت نے چوہان کو سات ممبران پارلیمنٹ یا مرکزی رہنماؤں کو میدان میں اتار کر روک دیا ہے، پریشان بی جے پی کو وقتاً فوقتاً ایسے اعلانات کرنے پڑتے ہیں جن میں کئی تضادات اور تضادات نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ ناقابل یقین نظر آتی ہیں اور لوگوں کو متاثر کرنے میں بھی ناکام رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر بی جے پی کچھ وعدوں پر عمل کرتی ہے (اگر موقع دیا جائے) تو وہ اس کے قائم کردہ نظریات کے خلاف ہیں۔ اپنی ضمانتوں کو معتبر بنانے کے لیے انہیں مودی کے نام سے جوڑا جا رہا ہے لیکن اس سے صورتحال مزید پیچیدہ ہو رہی ہے۔ مودی نے تینوں ریاستوں (راجستھان، ایم پی اور چھتیس گڑھ) میں پارٹی کے وعدوں کو اپنی ذاتی ضمانت قرار دیا ہے۔ ایک طرح سے یہ چوہان کے تقریباً 18 سال اور بھوپیش کے سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر رمن سنگھ کے 15 سال کے کام کو کریڈٹ نہ دینے جیسا ہے، کانگریس سے بڑا اعلان کرنے کے لیے چھتیس گڑھ بی جے پی کے قرارداد خط میں فی ایکڑ 21 کوئنٹل دھان خریدنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے، کیونکہ کانگریس نے 20 کوئنٹل کی یقین دہانی کرائی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بی جے پی کے ایک سابق وزیر نے کانگریس کے اس اعلان کو شو آف قرار دیا ہے کیونکہ ریاست میں کہیں بھی 17 کوئنٹل سے زیادہ دھان پیدا کرنا ناممکن ہے۔ نقدی کی تقسیم جسے بی جے پی ’ریوادی‘ کہتی تھی اب اپنے وعدوں کی شکل میں وافر مقدار میں تقسیم ہو رہی ہے۔ وہ اپنی کامیابی کے طور پر منریگا کا حوالہ دے رہی ہیں، جس کا مودی نے کبھی پارلیمنٹ میں اسے’ کانگریس کی ناکامی کی یادگار کہہ کر مذاق اڑایا تھا۔ بی جے پی او بی سی کے معاملے پر بے آواز ہے کیونکہ کانگریس ذات پات کی مردم شماری کی بات کر رہی ہے، جب کہ مودی صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں –’میں او بی سی ہوں، اس لیے کانگریس مجھے گالی دیتی ہے۔ ضمانتوں کی وضاحت اور ساکھ جیت یا ہار کا فیصلہ کرے گی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۱/۱۸۳۵/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ بتیا، مغربی چمپارن)

انوری خاتون بنت عبدالغفار انصاری، ساکن بسوریا وارڈ نمبر ۱۹/ ڈاکخانہ بتیا، ضلع مغربی چمپارن۔۔فریق اول

بنام

محمد کلیم اللہ عرف ببلو ولد محمد امین صدیقی، ساکن اسماعیل کالونی نزد قبرستان، تھانہ وضلع سیوان۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ ۵/سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ بتیا، مغربی چمپارن میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۹/ دسمبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۹۰/۲۵۶۹۲/۱۴۴۵ھ

شمع پروین بنت ربانی انصاری مرحوم، مقام گھیگھٹہ، ڈاکخانہ سریاں، ضلع بھوجپور۔۔۔فریق اول

بنام

عارف انصاری ولد شعیب انصاری مرحوم، مقام وڈاکخانہ بیلوئیاں، ضلع بھوجپور۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف ساڑھے نو سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶/ دسمبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۱/۲۷۰/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور)

کاجل خاتون بنت محمد ظہیر، مقام وڈاکخانہ ہانسہ، ضلع سمستی پور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شفیق ولد محمد حبیب، مقام وڈاکخانہ نامعلوم، ضلع ہاتھرس (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ دسمبر ۲۰۲۳ء مطابق ۱۴۴۵/۵/۲۹ھ روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتـــــہ

محمد اظہار

راجستھان میں تقریباً 63 ہزار ووٹر گھر بیٹھے اپنا ووٹ ڈالیں گے

راجستھان میں 25 نومبر کو ہوئے اسمبلی عام انتخابات میں پہلی بار گھر بیٹھے ووٹنگ کی سہولت کے تحت تقریباً 63 ہزار ووٹر (بزرگ شہری اور معذور) نے ووٹ دیا۔ ریاست کے چیف الیکٹورل آفیسر پروین گپتا نے یہ بات بتائی۔ راجستھان کا الیکشن ڈپارٹمنٹ جامع اور منصفانہ انتخابات کے عزم کے ساتھ کام کر رہا ہے اور الیکشن کمیشن آف انڈیا کی ہدایات کے مطابق، ریاست میں پہلی بار 80 سال سے زیادہ عمر کے بزرگ شہریوں اور 40 فیصد سے زائد معذوری کے زمرے کے خصوصی ووٹروں کے لیے اسمبلی عام انتخابات میں گھر بیٹھے ووٹ ڈالنے کا آغاز کیا گیا ہے۔ مسٹر گپتا نے کہا کہ پوری ریاست میں ہوم ووٹنگ کا پہلا مرحلہ شروع کیا گیا ہے۔ ہوم ووٹنگ کے لیے زیادہ سے زیادہ 1401 ووٹر جیتو اسمبلی حلقہ سے ہیں، 855 ولبھ نگر سے، 819 ڈنگر پور 52 مالوی نگر، 666 سول لائنز اور 553 ووٹر ہوم ووٹنگ کے لیے شاہ پورہ، اسمبلی حلقہ سے ہیں۔ وہیں ریاست میں سب سے کم ووٹروں کی تعداد کرولی اسمبلی حلقہ سے 15 ہے، اس کے بعد پلڈا سے 65 ہنڈولی سے 181 اور تیجارہ سے 109 ہیں جنہوں نے اس سہولت کے لیے درخواست دی ہے۔ (یو این آئی)

ملاوٹی اشیا فروخت کرنے پر 6 ماہ کی سزا کی تجویز

پارلیمانی کمیٹی نے مشورہ دیا ہے کہ ملاوٹی اشیا فروخت کرنے والوں کو کم از کم 6 ماہ کی سزا دی جائے۔ کمیٹی نے 25 ہزار روپے جرمانہ عائد کرنے کا بھی مشورہ دیا ہے۔ بی جے پی کے رکن پارلیمان برج لال کی سربراہی میں پارلیمانی کمیٹی نے کہا ہے کہ ملاوٹی کھانے سے لوگوں کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور اس کے لیے سزا کا موجودہ انتظام ناکافی ہے۔ کمیٹی کا کہنا ہے کہ ملاوٹی خوراک یا مشروبات سے عوام کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچتا ہے لیکن اس کے لیے دی جانے والی سزا ناکافی ہے۔ پارلیمانی کمیٹی نے ملاوٹ کے مرتکب افراد کو کم از کم 6 ماہ قید اور کم از کم 25 ہزار روپے جرمانے کی سفارش کی ہے۔ واضح رہے کہ موجودہ قانون کے تحت ملاوٹی اشیاء خورد ونوش فروخت کرنے پر زیادہ سے زیادہ 6 ماہ کی سزا یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ (ایجنسی)

ایمس مریضوں کو مفت فراہم کرے گا انسولین!

ذیابیطیس کے عالمی دن پر آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، نئی دہلی نے ذیابیطس کے مریضوں کو بڑا تحفہ دیا ہے۔ ٹائپ ون، ٹائپ ٹو یا کسی اور قسم کی ذیابیطس میں مبتلا مریض جو زندگی بھر انسولین کے انجکشن لگاتے ہیں، انہیں انسولین کے لیے نہ تو پیسے خرچ کرنے پڑیں گے اور نہ ہی انہیں روزانہ اسے خریدنے کے لیے دھکے کھانے پڑیں گے۔ ایمس دہلی نے ذیابیطس کے مریضوں کو مفت انسولین فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایمس میں ذیابیطس کے شکار لوگوں میں مفت انسولین کی تقسیم کا عمل 14 نومبر 2023 یعنی ذیابیطس کے عالمی دن سے شروع ہو گیا ہے۔ جن مریضوں کو انسولین تجویز کی جاتی ہے انہیں ایمس کے کسی بھی او پی ڈی سے مفت انسولین کی شیشیاں فراہم کی جائیں گی۔ یہ مفت سہولت فراہم کرنے کے لیے ایمس نے نیوراج کماری امرت کور او پی ڈی بلڈنگ کے سامنے امرت فارمیسی میں 2 نئے کاؤنٹر شروع کئے ہیں۔ واضح رہے کہ ذیابیطس کا عالمی دن 1991 سے منایا جا رہا ہے۔ (ایجنسی)

نئی دہلی-دربھنگہ کلون ایکسپریس میں خوفناک آتشزدگی

اٹاوہ میں گذشتہ دنوں نئی دہلی-دربھنگہ کلون ایکسپریس کے جنرل کوچ میں آگ لگنے سے بھگدڑ والا ماحول پیدا ہو گیا اور 8 لوگ جھلس بھی گئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ٹرین نمبر 02570 کے جنرل کوچز میں آگ لگی ہے۔ ٹرین میں آگ لگنے کی خبر ملتے ہی فائر بریگیڈ کی گاڑیاں جائے حادثہ کے لیے روانہ ہو گئیں۔ موصولہ اطلاع کے مطابق ٹرین کے جنرل کوچز ایس 1 اور ایس 2 میں لگی۔ آگ لگنے کے بعد کوچ میں بھگدڑ مچ گئی۔ فوری طور پر انجن سمیت دیگر کوچز کو متاثرہ کوچز سے علیحدہ کر دیا گیا جس سے آگ دیگر ڈبوں میں نہیں پھیل سکی، رپورٹ کے مطابق آگ کی زد میں آنے سے آٹھ مسافر جھلس گئے ہیں، جنہیں سنگین حالت میں اسپتال میں داخل کرایا گیا ہے، قابل ذکر ہے کہ چھٹھ کی وجہ سے ٹرینوں میں زبردست بھیڑ چل رہی ہے۔ نئی دہلی-دربھنگہ کلون ایکسپریس میں بھی زبردست بھیڑ تھی۔ آگ لگنے کی وجہ سے سینکڑوں مسافروں کا سامان جل کر خاک ہو گیا ہے۔ (اردو دنیا نیوز)

گردابی طوفان کے پیش نظر کئی ریاستوں میں الرٹ

ہندوستان کی بیشتر ریاستوں میں سردی نے دستک دے دی ہے۔ نومبر ماہ کا نصف حصہ گزر چکا ہے، لیکن اب بھی کئی ریاستوں میں بارش کا دور تھما نہیں ہے۔ اس درمیان محکمہ موسمیات نے ایک نئی پیش گوئی کی ہے جس میں کئی ریاستوں میں تیز سے بہت تیز بارش کا اندازہ ظاہر کیا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ 2 گردابی طوفانوں کے ملک کے شمالی اور شمال مشرقی حصوں میں بڑھنے سے کئی ریاستوں میں تیز بارش ہو سکتی ہے۔ محکمہ موسمیات کا کہنا ہے کہ مغربی بنگال اور اوڈیشہ کے کئی اضلاع میں الرٹ جاری کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ مغربی ڈسٹربنس کی وجہ سے جموں و کشمیر کے شمالی علاقوں میں برف باری اور بارش کا بھی امکان ہے۔ ہندوستان کی راجدھانی نئی دہلی میں موسم پر لگاتار نظر بنا کر رکھ رہے آئی ایم ڈی سائنسداں سومان سین کا کہنا ہے کہ ملک کے کئی حصوں میں 2 گردابی طوفان تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مغربی بنگال اور اوڈیشہ کے ساحلی علاقوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس دوران ہوا کی رفتار 65 کلومیٹر فی گھنٹہ رہ سکتی ہے۔ دوسرا گردابی طوفان مغربی ڈسٹربنس ہے، جو شمالی ہند کو متاثر کر سکتا ہے۔ (ایجنسی)

طب وصحت

نفسیاتی الجھنوں کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں

انسانی زندگی کا ہر جذبہ اس کی شخصیت کی تعمیر میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس لئے ان میں توازن ہر لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جذبات میں بہہ جانے والے، جذبات کی روشن روش کے بجائے تاریکی کو اپنانے والے، جذبات میں سیخ پا ہونے والے، جذبات کو اپنے اوپر حاوی کر لینے والے منفی اور کمزور شخصیت کے حامل ہوتے ہیں اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہونے والوں میں انہیں کا فیصد زیادہ ہوتا ہے۔ ہر انسان کی شخصیت میں کئی عوامل ہوتے ہیں جو اس کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

رجائیت: رجائیت پسند لوگ ہمیشہ اپنے اطراف واکناف خوشی اور زندہ دلی کا ماحول بناتے ہیں اور ان کی وسیع النظری اور کشادہ دلی سے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ وہ زندگی میں ملنے والی خوشیوں کو بھرپور انداز میں جیتے ہیں، نہ کہ ملنے والے دکھوں اور پریشانیوں پر واویلا مچاتے ہیں۔ وہ ''آدھا گلاس خالی کے بجائے آدھا بھرا ہوا گلاس'' کے نظریہ کے حامی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سماج میں اپنا اچھا دل موہ لینے والا اثر چھوڑتے رہتے ہیں اور ہر کوئی ان سے ملنے کا متمنی ہوتا ہے۔ Optimist شخصیت کا بڑا اہم اور مثبت پہلو ہے۔ یہ شخصیت میں سما جائے تو ہر پہلو مثبت بن جائے۔ وہ زندگی کے ہر معاملے میں یہ مثبت پہلو اپناتے ہیں یہ لوگ نفسیاتی الجھن کا بہت کم شکار ہوتے ہیں اور اگر نفسیاتی طور پر وہ بیمار بھی ہو جائیں تو ماہر نفسیات سے رجوع ہونے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ ''موجودہ دور میں عام امراض کی طرح نفسیاتی امراض بھی عام ہو گئے ہیں۔ نفسیاتی امراض اس دور کی تازہ ترین اور بہ افراط دین ہیں'' اس لئے ان کو توہم پرستی اور شک وشبہ میں پڑ کر مبتلا ہونے کے بجائے ماہر نفسیات سے رجوع ہونا بہتر ہے کیونکہ یہ زندگیوں کی بقاء کے لئے انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ قنوطیت شخصیت کا تاریک پہلو۔ جس کی وجہ سے انسان کی ہر سوچ اور ہر رویہ پر منفی رنگ حاوی ہو جاتا ہے اور ذرا سی پریشانیاں اور مشکلات آئیں تو انسان ڈھہ جاتا ہے۔ اس حد تک کہ وہ ہر پہلو کے تاریک پہلو پر نظر رکھتا ہے اور ''آدم بیزار'' صفت بھی ان قنوطیت Pessimissn کی وجہ سے ابھرتی ہے۔ ایک قنوطی فرد کی وجہ سے تمام افراد خاندان متاثر ہوتے ہیں۔ ایسا انسان قدرت کے حسین مناظر دلکش اور پرلطف نظاروں سے بھی لطف اندوز نہیں ہوتا۔ شادی شدہ زندگی میں قنوطیت پسندی تناؤ اور مسائل کے ابھرنے کا باعث بنتی ہے۔ کوئی ایک فرد جو زندگی سے خوشیوں کو کشید کرنا چاہتا ہے، جینا چاہتا ہے، زندگی کی رعنائیوں کو محسوس کرنا چاہتا ہے، لیکن مخالف کی قنوطیت اسے ان سب سے محروم رکھتی ہے۔ یہ لوگ دوسروں کے تبصرے اور نکتہ چینی اور تنقیدوں کا کافی اور جلدی اثر قبول کر لیتے ہیں اور دوسروں کے نظریہ سے ہی اپنی زندگی کو دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ گھریلو اختلافات اور جھگڑوں میں ایسے لوگ پیش پیش رہتے ہیں۔ ازدواجی زندگیوں کی ناخوشگواری کی بھی اہم وجہ بنتے ہیں۔ نرگسیت پسند انسان صرف اپنے آپ سے اپنی ہی ذات سے محبت کرتے ہیں۔ دوسروں کی اہمیت ان سے محبت والفت دوسروں کے تئیں ایثار کا جذبہ ان میں مفقود ہوتا ہے۔ یہ بھی نفسیاتی الجھن کا باعث بنتا ہے کہ کوئی آپ کی توجہ اور محبت کا طالب ہو اور آپ اپنی خودغرضی کی بناء پر اسے نظر انداز کریں۔ دوسرے آپ کے تئیں بڑا غلط نظریہ قائم کر لیتے ہیں اور آئند محتاط رویہ اپناتے ہیں اور کسی حد تک آپ سے متنفر رہتے ہیں۔

منفی سوچ ومنفی رویہ: جن کے اثر انداز ہونے سے شخصیت کمہلا جاتی ہے اور مسائل اور الجھنیں۔ ہمیشہ کے لئے مسلط ہو جاتی ہیں۔ گو کہ یہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں۔ لیکن ان کا حاوی ہو جانا ہی سب سے بڑا مہلک اثر ہے۔ جو انسان کو اس حد تک پہنچا دیتا ہے کہ انسان زندگی کا خاتمہ تک کر ڈالتا ہے۔ ذہنی تناؤ، فرسٹیشن وغیرہ جو بعد میں اپنا مکمل اثر چھوڑتے ہیں اور مثبت پہلو پر اس حد تک حاوی ہو جاتے ہیں۔ زندگی کے معمولات پر ان کا شائبہ تک نہیں پڑتا اور نتیجتاً زندگی سماجی طور پر اور ذاتی طور پر منفعت کے رنگ میں ڈھل جاتی ہے۔ الجھنوں کا جال اتنا پھیل جاتا ہے کہ ان کے سد باب کے لئے ضروری قدم اٹھانا ضروری ہو جاتا ہے۔

الجھنوں کا سد باب: جہاں تک ہو سکے منفی خیالات کو مثبت حالات پر حاوی نہ ہونے دیں۔ روشن خیالی اور وسیع النظری سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل اور پریشانیوں میں اپنا محاسبہ کریں کہ ان پر آپ کا ردعمل کیا ہوا اور آپ کے ذہن ودل نے کون سے عوامل کو قبول کیا۔ خودغرضی سے ہمیشہ اجتناب کریں۔ خودغرضی، خوشحال زندگیوں میں شگاف ڈالتی ہے۔ بے شک انسان سے ہی غلطیاں ہوتی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انہیں غلطیوں کی پردہ پوشی کریں اور غلطی کرنے والوں کی اہمیت کم کر دیں۔ بلکہ اس مقام پر اپنے آپ کو رکھ کر دیکھیں۔ مسئلہ کا حل بھی مل جائے گا اور آپ ذہنی تناؤ سے بھی دور رہیں گے۔ دوسروں کی باتوں میں آ کر کبھی فیصلے نہ کریں اور ان کی بے جا باتوں کو قبول نہ کریں۔ ذرا ذرا سی الجھنیں آپ کے ذہنی تناؤ کو بگاڑ سکتا ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

Volume:63/73,Issue:44 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

انقلاب صبح کی کچھ کم نہیں یہ بھی دلیل
پتھروں کو دے رہے ہیں آئینے کھل کر جواب
(حنیف ساجد)

مسلم دنیا اتنی خاموش کیوں ہے؟

پرویز حفیظ

غزہ میں فلسطینیوں پر ہو رہی اسرائیلی بربریت کی مذمت کرتے ہوئے بولیویا نے اسرائیل کے ساتھ اپنے سفارتی رشتے منقطع کر لئے ہیں اور دو پڑوسی ممالک چلی اور کولمبیا نے احتجاجاً اسرائیل سے اپنے سفیر واپس بلا لئے ہیں۔ برازیل کے صدر لولو نے غزہ کا نام ونشان مٹا دینے پر مصر نیتن یاہو کو پاگل قرار دے دیا۔ لاطینی امریکہ کے ان ممالک کی نہ سرحدیں غزہ سے ملتی ہیں اور نہ ہی ان کا غزہ کے باسیوں سے کوئی مذہبی، نسلی، لسانی اور تہذیبی رشتہ ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے گناہوں کے قتل عام پر خاموش نہ رہ سکے۔ اب ذرا ان درجنوں مسلم اور خصوصاً عرب ممالک کے سرد رویے پر غور فرمایئے جن کا فلسطینیوں کے ساتھ مذہبی، نسلی، لسانی اور تہذیبی ناطہ ہے۔ بچپن سے سنتا آیا ہوں کہ امت مسلمہ کا دل فلسطین کے لئے دھڑکتا ہے۔ پھر اس وقت اس دل کی دھڑکنیں سنائی کیوں نہیں دے رہی ہیں؟

گزشتہ ایک ماہ سے غزہ کی چھوٹی سے پٹی میں قید 34/لاکھ فلسطینی شہریوں پر صہیونی فوج ظلم واستبداد کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔ بارہ ہزار نہتے اور بے قصور فلسطینی شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں جن میں پانچ ہزار معصوم بچے شامل ہیں۔ صرف گلوبل ساؤتھ کے ترقی پزیر ممالک ہی نہیں یورپ اور امریکہ کے عام شہری بھی لاکھوں کی تعداد میں سڑکوں پر اتر کر اسرائیلی درندگی کی مذمت اور فوری جنگ بندی کی اپیل کر رہے ہیں۔ 7/اکتوبر کے بعد امریکہ اور اس کے مغربی اتحادی اسرائیل کی غیر مشروط حمایت میں کھڑے ہو گئے، بائیڈن، سونک اور میکرون تل ابیب جا پہنچے اور بنجامن نیتن یاہو کی پیٹھ تھپتھپا کر انہیں غزہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی کھلی چھوٹ دے دی۔ مغرب کے سرمایہ دار، اشرافیہ اور میڈیا غزہ پر صہیونی جارحیت کو جائز ٹھہرانے اور فلسطینیوں کو ہی مجرم ٹھہرانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ لیکن پچھلے ایک ماہ میں دنیا میں یہ خوش آئند تبدیلی بھی نظر آئی کہ اپنے حکمرانوں اور اشرافیہ کی اندھی اسرائیل نوازی کے برخلاف مغرب کی نوجوان نسل حق اور باطل کی اس جنگ میں فلسطینیوں کے ساتھ کھڑی ہے۔ مغربی راجدھانیوں میں فلسطینیوں کے حق میں ہونے والے مظاہروں کی تعداد ہر روز بڑھتی جا رہی ہے۔ جس وہائٹ ہاؤس میں بیٹھ کر بائیڈن نیتن یاہو کے انسانیت سوز جنگی جرائم کا دفاع کر رہے ہیں اسی وہائٹ ہاؤس کے سامنے گذشتہ سنیچر کو ہزاروں امریکی شہری فلسطینیوں پر ہو رہے صہیونی مظالم کی بائیڈن انتظامیہ کی سرپرستی کی مذمت کر رہے تھے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ”فلسطینیوں کے ساتھ امریکی یکجہتی کا یہ اب تک کا سب سے بڑا مظاہرہ“ تھا۔ افسوس کہ ایک طرف اس امریکہ میں جہاں یہودیوں کا سکہ چلتا ہے اسرائیلی جارحیت کی کھل کر مذمت کی جا رہی ہے اور دوسری جانب 57/مسلم ممالک کے سربراہان میٹنگوں پر میٹنگ کر رہے ہیں مگر کھل کر سامنے نہیں آ رہے ہیں۔ 7/اکتوبر کے بعد پہلے ردعمل میں متحدہ عرب امارات اور بحرین نے حماس کے حملوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ان سے خطے میں کشیدگی میں خطرناک اضافہ ہوگا۔ عرب لیگ نے اپنے پہلے اجلاس میں شہریوں کو نشانہ بنانے کیلئے حماس اور اسرائیل دونوں کی مذمت کی۔ مطلب یہ کہ اسرائیل کی کھل کر مذمت کرنے کا بھی حوصلہ نہیں ہے۔ عرب ممالک کے وزرائے خارجہ کو اقوام متحدہ میں اسرائیل کے مظالم پر ایک مشترکہ مذمتی بیان دینے میں بیس دن لگ گئے۔ پچھلے ایک ماہ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جنگ بندی کی ایک قرارداد پاس کرانے کے سوا، دو ارب مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے ان ممالک نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟ ایران تو عربوں سے بڑھ کر فلسطینیوں اور خصوصاً حماس کا سرپرست اور مددگار رہا ہے۔ ایران کے صدر ابراہیم رئیسی ہوں یا روحانی پیشوا آیت اللہ خامنہ ائی دونوں کے بیانات بے دلی سے دیئے ہوئے کیوں لگتے ہیں؟ ایران اور سعودی عرب کے درمیان سفارتی رشتے دوبارہ بحال ہو چکے ہیں اور سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے غزہ میں فوری جنگ بندی کی حکمت عملی پر ایرانی صدر ابراہیم رئیسی سے فون پر تبادلہ خیال بھی کیا تھا لیکن ایک ماہ بعد بھی اس کا کوئی معنی خیز نتیجہ کیوں نہیں برآمد ہوا؟

> **”پچھلے ایک ماہ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جنگ بندی کی ایک قرارداد پاس کرانے کے سوا، دو ارب مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے ان ممالک نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟ ایران تو عربوں سے بڑھ کر فلسطینیوں اور خصوصاً حماس کا سرپرست اور مددگار رہا ہے۔ ایران کے صدر ابراہیم رئیسی ہوں یا روحانی پیشوا آیت اللہ خامنہ ائی دونوں کے بیانات بے دلی سے دیئے ہوئے کیوں لگتے ہیں؟ ایران اور سعودی عرب کے درمیان سفارتی رشتے دوبارہ بحال ہو چکے ہیں اور سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے غزہ میں فوری جنگ بندی کی حکمت عملی پر ایرانی صدر ابراہیم رئیسی سے فون پر تبادلہ خیال بھی کیا تھا لیکن ایک ماہ بعد بھی اس کا کوئی معنی خیز نتیجہ کیوں نہیں برآمد ہوا؟“**

اسرائیل اسپتالوں، اسکولوں، پناہ گزیں کیمپوں یہاں تک کہ ایمبولینس کے قافلوں کو بھی نشانہ بنا رہا ہے۔ صہیونی دعویٰ تو حماس کو ختم کرنے کا ہے اس لئے غزہ کو فلسطینی شہریوں سے خالی کرایا جا رہا ہے۔ غزہ دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا گیا ہے اور شمالی غزہ سے گیارہ لاکھ فلسطینیوں کو جنوبی غزہ میں دھکیلنے کی تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ فضاؤں سے آگ برسانے کے بعد، اسرائیلی ٹینک غزہ کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔ بڑے پیمانے پر قتل عام کبھی بھی شروع ہو سکتا ہے۔ ایک اسرائیلی وزیر نے فوج کو مشورہ دیا ہے کہ وہ غزہ کو نیوکلئیر بم سے اڑا دے تا کہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔ اسرائیل کو اتنا حوصلہ اسلئے ہوتا ہے کہ اسے علم ہے کہ عرب ریاستوں میں نہ اتحاد ہے اور نہ ہی طاقت۔ اسرائیل یہ بھی سمجھ گیا ہے کہ عرب حکمراں فلسطینیوں کے مصائب اور مسائل سے اب بے نیاز بھی ہو چکے ہیں اور بے پروا بھی۔

میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ عرب ممالک بھی اس جنگ میں کود پڑیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر ملک کی اپنی اپنی مصلحتیں اور اپنے اپنے مفاد ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ چند کی اپنی اپنی مجبوریاں بھی ہیں۔ ان عرب ممالک سے جن کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر آ چکے ہیں میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہیں یہ احساس جرم نہیں ستاتا ہے کہ انہوں نے اس نیتن یاہو سے ہاتھ ملایا ہے جس کے ہاتھوں پر فلسطینیوں کا لہو ہے۔ کیا اس وقت متحدہ عرب امارات، بحرین، سوڈان، مراقش، مصر اور اردن کو نیتن یاہو کو یہ وارننگ نہیں دینی چاہئے کہ غزہ پر بمباری بند کرو ورنہ ہم اسرائیل کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات پر دوبارہ غور کریں گے؟ کیا سعودی ولی عہد نیتن یاہو کو یہ پیغام نہیں دے سکتے ہیں کہ فلسطینیوں کا قتل عام اگر جاری رہا تو ہمارے تعلقات معمول پر نہیں آ سکتے ہیں؟

پس نوشت: چھ یا سات سال قبل 41/مسلم ممالک کا ایک فوجی اتحاد کا قیام عمل میں آیا تھا جسے "Muslim Nato" کا نام دیا گیا تھا۔ ایک اسلامی آرمی بھی تشکیل دی گئی تھی اور پاکستان کے ریٹائرڈ فوجی سربراہ راحیل شریف کو اس کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا گیا تھا۔ اس اسلامی ملٹری کا ہیڈ کوارٹر سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں ہے۔ مجھے صرف یہ جاننا تھا کہ اس وقت جب دس ہزار بے گناہ فلسطینی شہری اسرائیل کی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں، ان 41/میں سے کسی ایک رکن ملک کو بھی اس اسلامی ملٹری کا خیال نہیں آیا؟

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
WEEK ENDING-20/11/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner